حجّی

عظیم الشان ہیکل کا نبی

”اور رسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتّھر خُود مسیح یسُوع ہے تعمیر کیے گئے ہو۔ اُسی میں ہر ایک عِمارت مِل مِلا کر خُداوند میں ایک پاک مَقدِس بنتا جاتا ہے۔ اور تُم بھی اُس میں باہم تعمیر کیے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خُدا کا مسکن بنو۔“

(اِفسیوں ۲: ۲۰-۲۲)

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض انور

حجّ

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض اَنور

ناشرین: وِننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

جملہ حقوق بہ حق ناشرین محفوظ ہیں

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عرفان ناز، پادری محبوب

نظرِ ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔روبن جان، ڈاکٹر فنی ایل رشید

معاونین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پروفیسر شاہد صدیق گل، پروفیسر سہیل بشیر

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ہزار

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوّل

مارچ ۲۰۲۶ء

پتہ: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ:03007499529,03462448983

اِنتساب

ایلڈر کامل ناصر کے نام

جن کی خدمات کلیسیائے پاکستان میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

(مترجم)

فہرست مضامین

		صفحہ
اِظہارِخیال	ڈاکٹر فرحانہ انتھنی نذیر	5
باب ۱	تین ہیکلوں کی تاریخ	7
باب ۲	پیشین گوئی کا وقت	12
باب ۳	مسکن سے محروم خُدا	15
باب ۴	برکت اور خوش حالی کا فقدان	20
باب ۵	خُدا کے گھر کی تعمیر	26
باب ۶	ہیرودیس ہیکل کی تعمیرِنو کرتا ہے	31
باب ۷	مخالفت کے باوجود ہیکل کی تعمیر	37
باب ۸	آسمان اور زمین کا ہلانا	42
باب ۹	خالق کے حقوق	44
باب ۱۰	پچھلا جلال	49
باب ۱۱	قدوسیت کی منتقلی	51
باب ۱۲	برکت کا دن	55
	مصنف کے بارے میں	65
	مترجم کے بارے میں	67

اِظہارِ خیال

پاکستان کی کلیسیائی تاریخ کی تعلیمی رسالتی خدمت میں اشاعت وتشریحات نے مقامی مسیحیوں کا کلامِ مقدس کی کتب اور الٰہی تعلیمات کو سمجھنے اور ایمان میں قائم رہنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سر زمین پاک و ہند میں مشنری اور مقامی علما اور محققین نے گراں قدر خدمات سرانجام دیتے ہوئے عام لوگوں تک کلامِ مقدس کی تشریح اور رسائی ممکن کی۔ تاہم، عہدِ عتیق پر بہت کم لوگوں نے لکھا یا پھر اُردو تراجم کم سامنے آئے۔ دو چند مقامی علما نے عہدِ عتیق کی تشریح میں اہم کردار نبھایا جن میں ڈاکٹر کے ایل۔ ناصر اور ڈاکٹر اسلم ضیائی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ضیائی کی تحریر ''پہاڑوں سے لکڑی'' حجیؔ کی کتاب کی آیت بہ آیت تفسیر ہمارے پاس موجود ہے جو قابلِ ستائش ہے۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ مصنف ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز نے حجی کی تشریح کرتے ہوئے بڑے جامع موضوعات کو زیرِ بحث لا کر بالترتیب الٰہی پہلوؤں کو کھولا ہے۔ ڈاکٹر جانز نے ہیکل کی تاریخ وتعمیر، پیشین گوئیوں سے لے کر برکت وخوش حالی کے فقدان کا بیان کیا، مزید برآں مصنف نے مخالفت اور تعمیری مراحل میں خُدا کی قدوسیت کا بیان بڑی مہارت اور جرات سے کیا۔ مصنف نے حجیؔ کی کتاب کو عہدِ عتیق کی غیر معمولی کتاب کے طور پر پیش کیا جس کا مطالعہ اگر پہلے سے موجود کتب کے ساتھ کیا جائے تو اُس کی گہرائی کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

مصنف ڈاکٹر جانز نے جہاں عبرانی زبان کو تحریر وتحقیق میں استعمال کیا وہیں عہدِ جدید میں پوری ہوتی پیشین گوئیوں اور یونانی زبان کا استعمال خوب کیا جو اساتذہ، طلبا وطالبات اور محققین کو تشریح میں مدد فراہم کرے گا۔ نیز حجی کی کتاب کا اُردو ترجمہ اِسے عام قاری کے پاس بھی لے جاتا ہے جو کلیسیائی تاریخ کے تعلیمی میدان میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ اِس سلسلے میں مترجم اور ناشرین (وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز) مبارک باد کے مستحق ہیں۔

دورِ حاضرہ کی کلیسیائی صورتِ حال میں حجیؔ کی کتاب ایک اہم رُوحانی عملی قدم کی ضرورت پیش کرتی ہے۔ آج کلیسیائے پاکستان اپنی کئی تاریخی برکات سے محروم ہوتی دکھائی دیتی ہے کیوں کہ خُدا اپنے لوگوں کے درمیان اپنے مسکن سے محروم دکھائی دیتا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ چند مسیحی قائدین کلیسیائی خدمت میں

ذاتی مفادات کی جنگ کرتے ہوئے خُدا کے گھر کو نظر انداز کرتے ہوئے، بدقسمتی سے اُس کا سودا کرتے اور اُس کی تحقیر کرتے ہوئے اپنے گھر، مقام، نام اور عہدوں کو اُونچا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ الٰہی برکات سے محروم ہوتے مسیحیوں، اداروں اور کلیسیاؤں کے لیے جی کی کتاب ایک تنبیہ ہے اور اُنھیں یاد دلاتی ہے کہ ساری دولت اور حشمت خُدا کی ہے جس نے ہمیں اُن کی حفاظت اور رُوحانی تعمیر کے لیے مقرر کیا ہے۔ اِس لیے ضروری ہے کہ ہم خُدا کے حق اور تخلیق کار ہونے کی قدرت سے ناواقف نہ ہوں۔ میری دُعا ہے کہ خُداوند کریم اپنے قیمتی فضل سے قاری کو اِس کے وسیلے تحقیقی، تعمیری اور عملی رُوحانی برکت سے فیض یاب کرے۔

دُعا کے ساتھ

ڈاکٹر فرحانہ انتھنی نذیر

باب ۱

تین ہیکلوں کی تاریخ

حجیؔ نبی نے بابل کی اسیری کے بعد اُس وقت یروشلیم میں منادی کی جب زرُبّابُل گورنر تھا۔ اُس کا مطمعِ نگاہ اور اُس کی بلاہٹ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ اُن لوگوں کو خُدا کا کلام سنائے جو دُوسری ہیکل کو تعمیر کر رہے تھے۔ لیکن ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ اُس کی نبوتیں صرف اُس کے دَور تک محدود نہیں تھیں، بلکہ اُن کا بنیادی اطلاق اُس عظیم ہیکل پر تھا جو زندہ پتھروں سے تعمیر کی جائے گی۔

مسیح کے پہلے ظہور نے اُس رُوحانی ہیکل کی بنیاد رکھی، جس کا ذکر افسیوں ۲: ۲۰-۲۲ میں کیا گیا ہے۔

> ''اور رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے تعمیر کیے گئے ہو۔ اُسی میں ہر ایک عمارت مل ملا کر خُداوند میں ایک پاک مقدس بنتا جاتا ہے۔ اور تم بھی اُس میں باہم تعمیر کیے جاتے ہو تا کہ رُوح میں خُدا کا مسکن بنو۔''

پولس نے یہ خط اُس وقت لکھا جب یسوع کو یوسف کی قبر میں رکھے ہوئے دو دہائیاں گزر چکی تھیں، اور اُس وقت آخری ہیکل کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ اِس نئی ہیکل کو پنتکست کے دن رُوح سے معمور کیا گیا، لیکن اِس ہیکل کو جلال پذیر نہ کیا گیا، کیوں کہ اُس وقت یہ ہیکل مکمل طور پر تیار نہیں تھی بلکہ ابھی تعمیر کے عمل میں تھی۔ اگر ہم سلیمانی ہیکل کے نمونے پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہیکل مکمل ہونے کے بعد خُدا کے جلال سے بھر گئی۔ مزید برآں اُس ہیکل کو عیدِ خیام پر جلال سے معمور کیا گیا نہ کہ پنتکست کے موقع پر۔

اِن وجوہات کی بنا پر اگرچہ ہم پنتکست اور اُس جزوی جلال پذیری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اِس کے ذریعے ظاہر ہوئی، لیکن ہمیں لازماً دَورِ خمسین کے اختتام پر عیدِ خیام کی تکمیل کی طرف دیکھنا چاہیے۔ دُوسرے لفظوں میں جب ہمارے زمانے میں یہ ہیکل مکمل طور پر تعمیر ہو جائے گی۔ یہ ہیکل اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک آخری نسل نہ آ جائے اور جب وہ آخری ''زندہ پتھر'' (۱۔پطرس ۲: ۵) بھی اُس دیوار میں نصب نہ کر دیا جائے۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہ آخری نسل ہیں۔ ہمارے ایمان اور ہماری اُمید کی بنیاد اِس حقیقت پر ہے کہ

دورِ خمسین کا نمونہ پرانے عہد نامے کے اُس چالیس سالہ دَور پر بنایا گیا جو چالیس یوبلیوں کی علامت ہے جو پنتکست کے دور کے لیے مخصوص کیے گئے تھے۔ یہ چالیس سال اسرائیل کے بیابانی سفر اور پھر دوبارہ ساؤل بادشاہ کے دورِ حکومت میں نظر آتے ہیں جسے پنتکست کے دن بادشاہ مقرر کیا گیا۔

دورِ خمسین میں چالیسویں یوبلی ۳۰ مئی ۱۹۹۳ء میں ہوئی۔ لہٰذا اب ہم دورِ خمسین کے درمیانی عرصے میں رہ رہے ہیں جہاں ہم اپنے آپ کو بادشاہی کے دورِ خیام کے لیے تیار کر رہے ہیں۔

یسوع مسیح کے زمین پر دونوں ظہور جلال سے وابستہ ہیں۔ اُس کی پہلی آمد نے اعمال ۲ باب میں پنتکست کا جلال ظاہر کیا اور اُس کی دُوسری آمد میں عیدِ خیام کے ذریعے ایک عظیم جلال ظاہر ہوگا۔ یہ جلال اِس لیے بڑا ہے کیوں کہ اِس بار یہ ہیکل کو پوری طرح معمور کر دے گا۔

زمینی یروشلیم نہیں

یہ ہیکل زمینی یروشلیم میں نہیں بنے گی۔ اگر یہودی اپنے منصوبے کے مطابق اِس جگہ پر ایک ہیکل بنانے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو بھی وہ ہیکل خُدا کے جلال سے معمور نہ ہوگی کیوں کہ خُدا کا جلال مسیح سے چھ صدیاں پہلے وہاں سے رخصت ہو چکا ہے۔ حزقی ایل نے اُس جلال کو وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا (حزقی ایل ۹:۳؛ ۱۰:۴؛ ۱۱:۲۳)۔

حجیؔ کے ہم عہد یرمیاہ نے اپنی کتاب میں (۷:۱۱) نبوت کی کہ سلیمانی ہیکل ''ڈاکوؤں کی کھوہ'' بن جائے گی۔ پھر اُس نے اِس کا موازنہ سیلا سے کیا وہ جگہ جہاں اسرائیل کے کنعان میں داخل ہونے سے پہلے خُدا کا جلال ٹھہرا تھا (یشوع ۱۸:۱)۔

خُدا کا جلال سیلا سے اُس وقت اُٹھ گیا جب خُدا نے سردار کاہن عیلی کے گھرانے اور اُس کے بگڑے ہوئے بیٹوں کی عدالت کی۔ جب خُدا نے یہ عدالت کی تو اُس وقت عیلی کا پوتا یکبود پیدا ہوا جو ایک نبوتی نشان بن گیا، جیسا کہ ہم ۱۔سموئیل ۴:۲۱،۲۲ میں پڑھتے ہیں:

> ''اور اُس نے اُس لڑکے کا نام یکبود رکھا اور کہنے لگی کہ حشمت اسرائیل سے جاتی رہی اِس لیے کہ خُدا کا صندوق چھن گیا تھا اور اُس کا خسر اور خاوند جاتے رہے تھے۔''

جب عہد کا صندوق اسرائیل (یعنی افرائیم) سے چھن گیا تو وہ دوبارہ کبھی بھی سیلا میں واپس نہ آیا، بلکہ

یہ داؤد کی یروشلیم پر فتح کے بعد یہوداہ کے سپرد کر دیا گیا۔ پس زبور ۷۸: ۶۷-۶۹ ہمیں بتاتا ہے:

''اور اُس نے یوسف کے خیمہ کو چھوڑ دیا

اور افرائیم کے قبیلہ کو نہ چنا۔

بلکہ یہوداہ کے قبیلہ کو چنا۔ اُسی کوہ صیون کو جس سے اُس کو محبت تھی

اور اپنے مقدس کو پہاڑوں کی مانند تعمیر کیا

اور زمین کی مانند جسے اُس نے ہمیشہ کے لیے

قائم کیا ہے۔''

یقیناً جب یہ زبور لکھا گیا تو اُنھیں یہ احساس نہ تھا کہ یروشلیم کی کہانت بھی اتنی ہی بگڑ جائے گی جتنی کہ عیلی کے دَور میں سیلا میں بگڑ چکی تھی۔ بالآخر دو صدیاں بعد یرمیاہ نے اُس ہیکل کے خلاف خُدا کا فیصلہ سنا دیا۔ کیوں کہ بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ یروشلیم اِس زمین پر خُدا کی حضوری اور اُس کے جلال کا حتمی مسکن ہے، اِسی لیے نبی نے اُنھیں یاد دلایا کہ خُدا نے سیلا کے ساتھ کیا کیا تھا۔ یرمیاہ ۷: ۱۲-۱۵ میں لکھا ہے:

> پس اب میرے اُس مکان کو جاؤ جو سیلا میں تھا۔ جس پر پہلے میں نے اپنے نام کو قائم کیا تھا اور دیکھو کہ میں نے اپنے لوگوں یعنی بنی اسرائیل کی شرارت کے سبب سے اُس سے کیا کیا۔ اور خُداوند فرماتا ہے اب چوں کہ تم نے یہ سب کام کیے میں نے بروقت تم کو کہا اور تاکید کی پر تم نے نہ سنا اور میں نے تم کو بلایا پر تم نے جواب نہ دیا۔ اِس لیے میں اِس گھر سے جو میرے نام سے کہلاتا ہے جس پر تمہارا اعتماد ہے اور اِس مکان سے جسے میں نے تم کو اور تمہارے باپ دادا کو دیا وہی کروں گا جو میں نے سیلا سے کیا ہے۔ اور میں تم کو اپنے حضور سے نکال دُوں گا جس طرح تمہاری ساری برادری افرائیم کی کل نسل کو نکال دیا ہے۔''

کیا لوگ واقعی یہ سمجھتے تھے کہ اُن کی بدعنوانی کے باوجود خُدا یروشلیم میں رہے گا جب کہ وہ پہلے ہی سیلا کو اُس کی بدعنوانی کے سبب چھوڑ چکا تھا؟ خُدا اپنے فیصلوں میں غیر جانب دار ہے۔ جب خُدا نے سیلا کو چھوڑ دیا تو پھر وہ کبھی بھی سیلا میں واپس نہ آیا اور نہ اُس کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ اِس کے برعکس اُس نے ایک نئے مسکن کو

چن لیا۔ اِسی طرح جب اُس نے یروشلیم کو چھوڑا تو پھر وہ کبھی بھی وہاں واپس نہ آیا، بلکہ اُس نے ایک مقام کو چنا جو زندہ پتھروں سے بنا ہوا تھا۔

پولس ۱۔کرنتھیوں ۳:۱۶ میں کہتا ہے:

''کیا تم نہیں جانتے کہ تم خُدا کا مقدس ہو اور خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے؟''

پنتکست کے بعد ہم میں سے ہر ایک شخصی طور پر ایک مقدس ہے جس میں خُدا کا رُوح بستا ہے۔ لیکن اجتماعی حیثیت سے ہم ایک نئی ہیکل کی صورت میں تعمیر ہو رہے ہیں جو رسولوں اور نبیوں کی نیو پر ہے جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے۔ پنتکست ہمیں شخصی طور پر خُدا کے رُوح سے معمور ہیکل بناتی ہے، مگر عیدِ خیام ہی اُس اجتماعی ہیکل کو تعمیر کر سکتی ہے جو اُن زندہ پتھروں سے بنی ہو گی جنھیں پنتکست نے معمور کیا۔

تاہم بہت سے لوگوں کا ایمان ہے کہ زمینی یروشلیم میں ایک بار پھر ہیکل تعمیر ہو گی جہاں مسیح کی حضوری ٹھہرے گی۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب اُس نے سیلا کی طرح یروشلیم کو چھوڑا تو اُس نے اُس جگہ کو یکبود کہا یعنی جلال رخصت ہو گیا۔ اگرچہ دُوسرے انبیا ہمیں بتاتے ہیں کہ یروشلیم اُس کی حضوری سے معمور ہو گا، لیکن زیادہ تر لوگ اِس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یروشلیم دو ہیں: ایک زمینی اور دُوسرا آسمانی۔

اِس شہر کا عبرانی نام ''یروشالائم'' ہے جس کا مطلب ''دو یروشلیم'' ہے۔ عہدِ عتیق کے انبیا نے اپنی پیشین گوئیوں میں اِن دونوں شہروں کے درمیان واضح فرق بیان نہیں کیا۔ اِسے عہدِ جدید کے مصنفین پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ اِن دو شہروں کے مابین فرق کو واضح کریں۔ اِسی لیے مکاشفہ اکیسویں باب میں یوحنا نے یسعیاہ ساٹھویں باب میں بیان کی گئی یروشلیم کے بارے میں پیشین گوئیوں کو نئے یروشلیم پر لاگو کیا۔

اُس نئے مقدس کے بارے میں جاننے کے لیے جسے خُدا تعمیر کر رہا ہے خُدا کی عقل کو جاننا ایک بنیادی کلید ہے۔ اِسی طرح اُس ہیکل کے بارے میں حجیؔ کی پیشین گوئیوں کو سمجھنے کی بھی یہی کلید ہے، اگرچہ بہ ظاہر اُس نے لوگوں کو دُوسری ہیکل بنانے کے لیے اُبھارا لیکن اُس کی پیشین گوئیاں دراصل اُس عظیم رُوحانی ہیکل پر لاگو ہوتی تھیں جسے بعد میں تعمیر ہونا تھا۔ یروشلیم میں موجودہ مادی ہیکل محض نئے یروشلیم کی ہیکل کی ایک نبوتی مثل تھی۔

درحقیقت اِس کا ثبوت یہ ہے کہ اُس دُوسری ہیکل میں عہد کا صندوق نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ خُدا کے جلال سے معمور تھی جیسا کہ سلیمان کی ہیکل خُدا کے جلال سے معمور تھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حجی ۲:۹ کے مطابق نبی کو

یہ توقع تھی کہ خُدا کا جلال اِس ہیکل کو بھر دے گا، کیوں کہ یہ کلام اُسے عیدِ خیام کے ساتویں دن دیا گیا (حجیؔ ۱:۲)۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ نہ ہی اِس ''پچھلے گھر کی رونق پہلے گھر کی رونق سے زیادہ ہوگی'' (حجیؔ ۹:۲) کیوں کہ یہ محض سلیمان کی ہیکل کی عظمت کا سایہ تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ خُدا کے جلال نے کبھی بھی دُوسری ہیکل کو معمور نہ کیا اگرچہ اِس ہیکل کو خُدا کی مرضی کے مطابق تعمیر کیا گیا۔ اُس میں عہد کا صندوق نہیں تھا اور اُس جگہ کے اُوپر یکبود لکھا ہوا تھا۔ خُدا کا جلال کبھی بھی زمینی یروشلیم میں نہیں آئے گا۔ بلکہ اُس کے جلال کا وعدہ زندہ پتھروں سے بنی ایک عظیم ہیکل کے ساتھ ہے، اور جس کا منصوبہ خُدا نے ابتدا ہی سے بنایا تھا۔

یوں حجیؔ ایک عظیم ہیکل کا نبی ہے جب کے اُس کے دَور میں تعمیر ہونے والی ہیکل محض ایک سایہ تھی، ایک عارضی جگہ جہاں عبادت کی جاتی اور قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔

حجیؔ کے نام کے لغوی معنی ''عید'' کے ہیں جو کہ عبرانی لفظ ''حگ'' سے ماخذ ہے جس کے معنی ''جشن یا تہوار'' کے ہیں۔ تمام ناموں کے معنی ہوتے ہیں اور اکثر یہ کسی کی بلاہٹ یا اُس کے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ اِسی طرح حجیؔ کا نام اُس کی بلاہٹ کو ظاہر کرتا ہے کہ اُس کا کام لوگوں کے دلوں کو عیدِ خیام اور اُس جلال کے لیے تیار کرنا تھا جس سے خُدا اُس مقدس کو معمور کرنے والا تھا۔

باب ۲

پیشین گوئی کا وقت

حجی ۱:۱ کا آغاز اِن الفاظ سے ہوتا ہے:

''دارا بادشاہ کی سلطنت کے دُوسرے برس کے چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ کو یہوداہ کے ناظم زرُبّابُل بن سیالتی ایل اور سردار کاہن یشوع بن یہوصدق کو حجی نبی کی معرفت خُداوند کا کلام پہنچا۔''

یہ دارا بادشاہ دارا اعظم تھا نہ کہ دارا مادی جس نے ۵۳۴ ق م میں بابل کو فتح کیا (دانی ایل ۵:۳۱)۔ دارا اعظم کی حکومت کا پہلا سال ۵۲۱ ق م تھا۔

۴۹۱ ق م اُس کی سلطنت کا اکتیسواں سال (جب اُس کی موت ہوئی) تھا۔ تاریخی اعتبار سے اُس کی سلطنت ۱۹ نومبر ۵۰۲ ق م کو مستحکم ہوئی جب اُس کے بیسویں سال چاند گرہن لگا اور دُوسرا چاند گرہن ۲۵ اپریل ۴۹۱ ق م کو اُس کی سلطنت کے اکتیسویں سال لگا، اُس کی سلطنت کی تاریخوں کی تصدیق فلکی شہادتوں کے ذریعے ہوتی ہے۔

ہیکل کی تکمیل دارا کی سلطنت کے چھٹے سال کے اختتام پر ہوئی جیسا کہ عزرا ۶:۱۵ میں مرقوم ہے:

''سو یہ مسکن ادار کے مہینے کی تیسری تاریخ میں دارا بادشاہ کی سلطنت کے چھٹے برس تمام ہوا۔''

اُس کی سلطنت کے سال کا آغاز بہار کے پہلے مہینے سے شروع ہوا، ادار بارہواں قمری مہینہ تھا جو اُس کی سلطنت کے چھٹے سال کے اختتام کے قریب تھا۔ مورخین ادار کی تیسری تاریخ کو ۱۵ مارچ ۵۱۵ ق م قرار دیتے ہیں۔

خُداوند کا کلام اگست ۵۲۰ ق م (دارا کی دُوسرے سال) میں حجیؔ نبی کے وسیلے نازل ہوا اور اُس میں زرُبّابُل گورنر اور یشوع سردار کاہن کو مخاطب کیا گیا۔ یہ چھٹے مہینے کا پہلا دن تھا جو کفارہ کے دن سے پہلے

چالیس دنوں کے روایتی آغاز کا دن مانا جاتا تھا۔

یہ چالیس دن اُن جاسوسوں کی یادگار تھے جنھوں نے ملکِ کنعان کی جاسوسی کی (گنتی ۱۴: ۳۴)۔ وہ جاسوس آدم سے پچاسویں یوبلی کے موقع پر واپس آئے اور اپنی خبر دی۔ لیکن چوں کہ دس جاسوسوں نے بُری خبر دی اور اُنھوں نے یوبلی کو یومِ کفارہ میں بدل دیا۔ بجائے اِس کے کہ وہ یوبلی کے قانون کے مطابق اپنی میراث میں خوشی اور شادمانی کے ساتھ لوٹتے اُن کے ایمان کی کمی کی وجہ سے اُن کا وہ وقت ماتم اور دُعا اور روزے میں بدل گیا، کیوں کہ اُنھوں نے بادشاہی میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا۔

یہ بات بڑی معنی خیز ہے کہ حجیؔ کی نبوت یہیں سے شروع ہوتی ہے، جو اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ لوگوں کا ایمان پھر سے آزمایا جا رہا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ موسیٰ کے زمانے میں اِس بات کو دیکھنے کے لیے اُن کو آزمایا گیا کہ کیا وعدے کی سرزمین میں داخل ہونے کے لیے اُن کے پاس ایمان ہے۔ لیکن حجیؔ کے زمانے میں باقی ماندہ لوگ پہلے ہی وعدے کی سرزمین میں موجود تھے، لیکن اب اُن کو اِس بات کے لیے آزمایا گیا کہ کیا وہ ہیکل کی تعمیر کے کام کی ذمے داری اُٹھاتے ہیں۔

وقت آن پہنچا

حجیؔ ۱: ۲ میں ہمیں خُدا کے اُس کلام کا ذکر ملتا ہے جو اُن سے کہا گیا:

> ”کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں ابھی خُداوند کے گھر کی تعمیر کا وقت نہیں آیا۔“

جب لوگ ۵۳۴ ق م میں یروشلیم کو پہلی بار واپس لوٹے تو ہیکل کی بنیاد پہلے ہی رکھی جا چکی تھی۔ لیکن سامریوں کی مخالفت کی وجہ سے وہ کام رُک گیا تھا۔ اِس توقف سے اِس خیال نے جنم لیا کہ ہیکل اُس وقت تک تعمیر نہیں ہوگی جب تک مسیح آ کر سب چیزوں کو بحال نہ کر دے گا، اِس لیے وقت سے پہلے ہیکل کو تعمیر کرنا بے سود ہوگا۔

حیران کن بات یہ ہے کہ وہ اپنی بات میں دُرست تھے، لیکن اُس طرح سے نہیں جیسے وہ گمان کر رہے تھے۔ زندہ پتھروں کی ہیکل کی تعمیر کا وقت ابھی مستقبل اور نئے عہد کے درمیانی کے آنے تک موخر تھا۔ اُن کا

مسئلہ یہ تھا کہ وہ اِس بات کونہیں جانتے تھے کہ اُنھیں ایک عارضی ہیکل بنانی چاہیے جو کہ آنے والی بڑی ہیکل کا نمونہ ہو۔

اگر وہ دانی ایل کے ستر ہفتوں کی پیشین گوئی سے شناسا ہوتے تو شاید وہ یہ دلیل دے سکتے تھے کہ مسیح کا آنا ابھی بہت دُور ہے۔خورس نے اپنا فرمان ۵۳۴ ق م میں جاری کیا اور یہ تنازعہ محض چودہ سال بعد ۵۲۰ میں پیدا ہوا۔

دراصل ستر ہفتوں کا شمار دُوسرے فرمان کے جاری ہونے تک شروع نہیں ہوا تھا، یعنی ارتخششتا کے فرمان سے جو ۴۵۸ ق م میں جاری ہوا۔لیکن حجیؔ کے زمانے کے لوگ اُس دُوسرے فرمان سے بے خبر تھے۔ اُن کے خیال میں ۴۹۰ سالوں کا شمار پہلے ہی شروع ہو چکا تھا جب کہ اُس مدت کے محض چودہ سال گزرے تھے۔

ممکن ہے کہ حجیؔ کے زمانے کے لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ مسیح دُوسری ہیکل کو پتھر اور لکڑی یا معجزات اور نشانوں کے وسیلے بنائے گا۔اِس امر کا امکان نہایت کم تھا کہ وہ اُس رُوحانی ہیکل کو پہچان پاتے جسے پولس نے افسیوں ۲:۲۰-۲۲ میں بیان کیا،لیکن وہ اِس بات میں دُرست تھے کہ مسیح ہی اُسے تعمیر کرے گا۔

باب ۳

مسکن سے محروم خُدا

نبی نے حجیؔ ۱:۳-۶ حقیقی مسئلے کو آشکارا کیا:

”تب خُداوند کا کلام حجیؔ نبی کی معرفت پہنچا۔ کہ کیا تمھارے لیے مسقّف گھروں میں رہنے کا وقت ہے جب کہ یہ گھر وِیران پڑا ہے؟ اور اب رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ تم اپنی روش پر غور کرو۔ تم نے بہت سا بویا پر تھوڑا کاٹا۔ تم کھاتے ہو پر آسودہ نہیں ہوتے۔ تم پیتے ہو پر پیاس نہیں بجھتی۔ تم کپڑے پہنتے ہو پر گرم نہیں ہوتے اور مزدور اپنی مزدوری سوراخ دار تھیلی میں جمع کرتا ہے۔“

اِس سے واضح ہوتا ہے کہ بیشتر لوگ انتہائی تنگ دست تھے اور وہ اتنے بڑے تعمیراتی منصوبے کی مالی مدد کرنے کے قابل نہیں تھے۔ شاید اِسی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ ابھی ہیکل کو تعمیر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ اُن کے پاس تعمیرات کے لیے کوئی پیسہ نہیں تھا۔

تاہم حجیؔ نبی نے اِس سوال کا زاویہ بالکل تبدیل کر دیا اور اُن کی تنگ دستی کو اِس ثبوت کے طور پر استعمال کیا کہ ہیکل کو لازمی تعمیر کیا جانا چاہیے۔

”رب الافواج یوں فرمایا ہے کہ اپنی روش پر غور کرو۔ پہاڑوں سے لکڑی لا کر یہ گھر تعمیر کرو اور میں اِس سے خوش ہوں گا اور میری تمجید ہو گی خُداوند فرماتا ہے۔ تم نے بہت کی اُمید رکھی اور دیکھو تھوڑا ملا اور جب تم اُسے اپنے گھر میں لائے تو میں نے اُسے اُڑا دیا۔ رب الافواج فرماتا ہے کیوں؟ اِس لیے کہ میرا گھر ویران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کو دوڑا چلا جاتا ہے۔ اِس لیے نہ آسمان سے اوس گرتی ہے اور نہ زمین اپنا حاصل دیتی ہے۔ اور میں نے خشک سالی کو طلب کیا کہ ملک اور پہاڑوں پر اور اناج اور نئی مے اور تیل اور زمین کی سب پیداوار پر اور انسان و حیوان پر اور ہاتھ کی ساری محنت پر آئے (حجی ۱:۷-۱۱)۔“

بالفاظ دیگر، اُن کی تنگ دستی کا سبب ہیکل کی تعمیر میں کوتاہی تھا۔ اگرچہ وہ غریب تھے لیکن اُن کے پاس اپنے گھر موجود تھے، جب کہ خُدا بے مسکن تھا۔ اِس صورت میں غریب کون تھا وہ یا خُدا؟ گویا حجیؔ کہتا ہے کہ خُدا نے اُنھیں محروم اور تنگ دست رہنے دیا کیوں اُنھوں نے خُدا کو مسکن سے محروم رکھا۔

خُدا اپنا مسکن چاہتا ہے

جب سلیمان نے پہلی ہیکل کو تعمیر کر لیا تو اُس نے دُعا کی، ا۔سلاطین ۸: ۲۷ میں لکھا ہے:

> ''لیکن کیا خُدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے گا؟ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں جسے میں نے بنایا۔''

اپنی عقل کے مطابق سلیمان جانتا تھا کہ کوئی بھی زمینی گھر چاہے وہ کتنا ہی بڑا اور شان دار کیوں نہ ہو وہ کائنات کے خالق کے شایانِ شان نہیں ہے۔ تاہم اُس نے اِس کا کوئی حل پیش نہیں کیا، کیوں کہ جب تک مسیح نے اپنے پہلے کام کو ختم نہ کیا رُوح القدس نے انسانی بدن کے اندر بسیرا نہ کیا۔ تب جا کر ایمان داروں نے خُدا کی حقیقی مرضی اور اُس کے منصوبے کو جانا۔

فرزندیت کا بھید جو پچھلے زمانوں میں پوشیدہ تھا مسیح کی کنواری سے پیدایش کے وسیلے ظاہر ہو گیا اور پھر اِس کی وسعت اُن سب لوگوں تک پھیل گئی جو رُوح کے وسیلے پیدا ہوئے۔ پولس کلیسوں ۱: ۲۵-۲۷ میں ہمیں بتاتا ہے:

> ''جس کا میں خُدا کے اُس انتظام کے مطابق خادِم بنا جو تمھارے واسطے میرے سپرد ہوا تا کہ میں خُدا کے کلام کی پوری پوری منادی کروں۔ یعنی اُس بھید کی جو تمام زمانوں اور پشتوں سے پوشیدہ رہا لیکن اب اُس کے اُن مقدسوں پر ظاہر ہوا۔ جن پر خُدا نے ظاہر کرنا چاہا کہ غیر قوموں میں اُس بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے۔

پولس اپنے آپ کو خُدا کے کلام کا مختار سمجھتا ہے، خصوصاً فرزندیت کے بھید کے معاملے میں۔ یہ سچائی کہ ہم خُدا کا زندہ مَقدِس ہیں اور خُدا کا رُوح ہم میں بسیرا کرتا ہے آج کے زمانے کے مذاہب کے لیے یہ بات گستاخانہ ہو سکتی ہے، کیوں کہ وہ خُدا کے طالبوں کے لیے محض بندگی اور فرماں برداری کو ہی اعلیٰ ترین سمجھتے

ہیں۔اُن کے نزدیک یہ تصور نا قابلِ قبول ہے کہ کوئی خُدا کا بیٹا بھی بن سکتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جو فرزندیت کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اکثر وہ اِس کی گہری سمجھ سے نابلد ہوتے ہیں اور وہ اِس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ وہ کیسے اِسے اپنے عقائد اور اپنی تعلیمات میں بروئے کار لا سکتے ہیں۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے بائبل کے مترجمین اور علما بھی فرزندیت کے بھید کو نہ سمجھ سکے اور اِس وجہ سے اُنھوں نے فرزندیت کے متعلق حوالہ جات کا نادانستہ طور پر غلط ترجمہ کر دیا۔

عہدِ جدید میں استعمال ہونے والا یونانی لفظ gennao فرزندیت کو سمجھنے کی بنیادی کلیدوں میں سے ایک ہے۔ڈاکٹر بولنگر اِس لفظ کے متعلق متی ۱:۲ کے اپنے نوٹس میں تبصرہ کرتے ہیں، جہاں لکھا ہے کہ ’’ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا‘‘۔وہ لفظ ’’پیدا ہوا‘‘ کی وضاحت کرتے ہیں۔

> ’’پیدا ہوا: یونانی (gennao)۔جب یہ لفظ باپ کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اِس کا مطلب جنم دینا یا پیدا کرنا ہوتا ہے،اور جب یہ لفظ ماں کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اِس کا مطلب بچے کو دُنیا میں لانا ہوتا ہے۔‘‘

اِسی لیے متی ۱:۲ میں لکھا ہے ’’ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا‘‘ کیوں کہ اگر رسول سارہ کی بات کر رہا ہوتا تو یونانی لفظ gennao کا مطلب یہ ہوتا کہ سارہ نے اضحاق کو جنم دیا۔مرد پیدا کرتے ہیں اور عورتیں جنم دیتی ہیں۔یونانی کا یہ لفظ اِن دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہ ہم پر منحصر ہوتا ہے کہ ہم سیاق و سباق کے مطابق دیکھیں کہ اِس کا اطلاق باپ کے پیدا کرنے یا ماں کے جننے پر ہوتا ہے۔

اگرچہ بائبل کے تمام اچھے مترجمین اِس سے تکنیکی طور پر واقف ہیں،مگر فرزندیت کے بھید کو پورے طور پر نہ سمجھنے کے سبب سے اکثر وہ یونانی لفظ gennao کا غلط ترجمہ کر دیتے ہیں۔خُدا کے فرزند وہ ہیں جو خُدا کے وسیلے پیدا ہوئے اور وہ اُن کا آسمانی باپ ہے۔خُدا کی مادریت فرزندوں کی پرورش کرتی اور اُن کو زمین پر جنم دیتی ہے،لیکن خُدا کی پدریت زمین پر فرزندوں کو پیدا کرتی ہے۔

کنگ جیمز ورژن میں ا۔کرنتھیوں ۴:۱۵ کا ترجمہ نہایت دُرستی سے کیا گیا ہے:

> ’’کیوں کہ اگر مسیح میں تمہارے اُستاد دس ہزار بھی ہوتے تو بھی تمہارے باپ بہت سے نہیں۔ اِس لیے کہ میں ہی انجیل کے وسیلہ سے مسیح یسوع میں تمہارا باپ (gennao) بنا۔‘‘

یہاں پولس اپنے آپ کو کرنتھس کی کلیسیا کے لیے بہ طور رُوحانی باپ پیش کرتا ہے اور مترجمین ہمیں بتاتے ہیں کہ پولس نے اُنھیں خوش خبری کے وسیلے ''پیدا'' کیا۔ اِسی استعارے کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انجیل ایک رُوحانی بیج ہے جس نے اُنھیں ''مسیح جو جلال کی اُمید ہے'' اُس سے حاملہ کر دیا (کلسیوں ۱:۲۷)۔

تاہم، ہم دیکھتے ہیں کہ مترجمین سے ۱۔پطرس ۱:۲۳ میں غلطی ہوئی، جہاں کنگ جیمز ورژن میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے:

''کیوں کہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خُدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا (gennao) ہوئے ہو۔''

یہاں پولس دو قسم کے ''تخم'' کا موازنہ کر رہا تھا۔ ''فانی تخم'' جو جسم کو پیدا کرتا ہے اور وہ فانی اور موت کے تابع ہے۔ اِس لیے پطرس اگلی آیات میں اپنی بات کی تائید کرتے ہوئے ہمیں بتاتا ہے:

''چناں چہ ہر بشر گھاس کی مانند ہے
اور اُس کی ساری شان و شوکت گھاس کے
پھول کی مانند۔
گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے۔
لیکن خُداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔ یہ وہی خوش خبری کا کلام ہے جو تمھیں سنایا گیا تھا۔''

فانی تخم جسم کے فرزند پیدا کرتا ہے، کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ یسوع نے یوحنا ۳:۶ میں نیکدیمس سے کہا تھا:

''جو جسم سے پیدا (gennao) ہوا ہے جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے۔''

اگرچہ یہاں یہ بات غیر واضح ہے کہ آیا یسوع پیدائش کی بات کر رہا تھا یا وہ حاملہ ہونے کے متعلق بات کر رہا تھا، تاہم اُس کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ صرف رُوحانی تخم ہی رُوحانی فرزندوں کو جنم دے سکتا ہے۔ جیسا کہ پطرس ہمیں بتاتا ہے جسمانی فرزند فانی تخم سے پیدا ہوئے ہیں جو کہ ''گھاس کی مانند'' ہیں۔ یہ اُن خوب

صورت پھولوں کی مانند ہیں جو کچھ دیر کے لیے کھلتے اور پھر مرجھا جاتے ہیں۔لہٰذا یہ بات واضح ہے، چوں کہ پطرس ''تخم'' کی بات کرر ہا تھا اِس لیے اُوپر والی آیت کا ترجمہ اُردو ترجمے میں نہایت دُرُستی سے کیا گیا ہے،

''کیوں کہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خُدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا (gennao) ہوئے ہو۔''

ترجمے کی ایسی کم زوریاں بہ ظاہر معمولی دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ دُرُست تفہیم کے فقدان کا سبب بنیں۔ اِس وجہ سے مسیحی ''اُوپر سے پیدا ہونے'' کی بجائے ''نئے سرے سے پیدا ہونے'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ ہم یوحنا ۳:۷ میں پڑھتے ہیں۔''نئے سرے سے پیدا ہونے'' کی اصطلاح ''فرزند'' پر مرکوز رہتی ہے نہ کہ اُس تخم پر جس کے وسیلے وہ خُدا کی مرضی کے مطابق پیدا ہوا۔

مسیح کا آپ کے اندر پیدا ہونا خُدا کی اُس پاک مرضی کو پورا کرتا ہے جسے لکڑی اور پتھر کی بنی ہوئی عمارت کبھی بھی پورا نہیں کرسکتی۔ مسیح کو اپنے اندر پیدا کرنے کے وسیلے ہی خُدا ہمارے دلوں میں سکونت کرتا ہے اور اِسی لیے وہ ہمیں اپنا مقدس کہتا ہے۔ اِسی کے وسیلے خُدا اپنے مسکن کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

باب ۴

برکت اور خوش حالی کا فقدان

حجیؔ ۱:۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ فصلوں کی کمی کا شکار ہوئے کیوں کہ اُنھوں نے یروشلیم میں ہیکل کی دوبارہ تعمیر سے بے اعتنائی اختیار کر لی تھی۔

''تم نے بہت سا بویا پر تھوڑا کاٹا۔ تم کھاتے ہو پر آسودہ نہیں ہوتے۔ تم پیتے ہو پر پیاس نہیں بجھتی۔ تم کپڑے پہنتے ہو پر گرم نہیں ہوتے اور مزدور اپنی مزدوری سوراخ دار تھیلی میں جمع کرتا ہے۔

اِس نبوتی بیان کی کیا وجہ تھی؟ ہیکل کی تعمیر کا قوم کی خوش حالی اور زمین کی پیداوار سے کیا تعلق تھا؟

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہیکل خُدا کے گھر کو ظاہر کرتی تھی۔ پرانے عہد میں خُدا ایک مادی ہیکل میں سکونت کرتا تھا، لیکن ابتدا ہی سے اُس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی سکونت گاہ کو ایک نہایت جلالی ہیکل میں تبدیل کر دے جو زندہ پتھروں سے تعمیر کی گئی ہو۔

پولس ۱۔کرنتھیوں ۱۶:۳ میں ہمیں بتاتا ہے کہ ہم خُدا کا مَقدِس ہیں اور ''خُدا کا رُوح ہم میں بسا ہوا ہے''۔ وہ کیسے ہمارے بدنوں میں سکونت کرتا ہے؟ یہ ایمان کے وسیلے مسیح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی وساطت سے ہوتا ہے، اور وہ مقدس تخم ہمارے اندر وہی رُوحانی ''پھل'' ہے جسے خُدا ابتدا ہی سے زمین پر پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

فرزندیت کے اِس وعدے کی جڑیں پیدایش ۲۸:۱ تک جاتی ہیں، جہاں خُدا نے آدم کو حکم دیا کہ ''پھلو اور بڑھو''۔ پھلنا اور اختیار رکھنا پیدایش ۲۶:۱ میں ہمارا پیدایشی حق ہے۔ بعد ازاں یہوداہ کو اختیار کی برکت یا بادشاہی کا الٰہی اختیار سونپ دیا گیا (پیدایش ۴۹: ۱۰)، جب کہ پھلنے کا اختیار یوسف کو دے دیا گیا (پیدایش ۲۲:۴۹)۔

حجیؔ نے اختیار کے حکم کو اپنا موضوعِ بحث نہیں بنایا بلکہ وہ اپنی توجہ پھل دار ہونے کے حکم پر مرکوز کرتا ہے۔ لوگوں کے لیے ''پھلنے اور بڑھنے'' کے لیے لازم تھا کہ وہ خُداوند کے گھر کو تیار کریں کیوں کہ یہ اُن کے

بدنوں میں ایک الٰہی سمبندھ کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس سمبندھ کے پھل دار ہونے کے لیے ایمان امر لازم تھا، تا کہ کلام کے اُس رُوحانی تخم کو حاصل کیا جائے جو مسیح کو ہمارے اندر پیدا کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حجّیؔ کے زمانے میں لوگوں کو ہیکل کی از سرِ نو تعمیر کا حکم دیا گیا۔

اگر چہ وہ ہاتھ سے بنائی گئی ہیکل کبھی بھی کائنات کے خالق کو اپنے اندر سمو نہیں سکتی تھی، پھر بھی وہ اُس حقیقی ہیکل کا عکوس اور نمونہ تھی جس میں خُدا واقعی سکونت کرنے والا تھا۔ خُدا کی ہیکل کو تعمیر کرنے میں پس و پیش اُن کے دلوں کی حقیقی کیفیت کو ظاہر کرتی تھی کہ اُن میں حقیقی ایمان کی کمی تھی۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ اُن کے دلوں میں کلام کو سننے اور اُس رُوحانی ''تخم'' کو قبول کرنے کے لیے ایمان کی کمی تھی جو ''پھلنے اور بڑھنے'' کے لیے ضروری تھا۔

اِسی وجہ سے اُنھوں نے بہت بویا مگر تھوڑا کاٹا۔ وہ جتنا بھی کھاتے لیکن آسودہ نہ ہوتے، کیوں کہ جسمانی خوراک کبھی بھی اُن کی رُوحانی بھوک نہیں مٹا نہیں سکتی تھی۔ اور نہ ہی عام پانی سچائی کے لیے اُن کی اندورنی پیاس کو بجھا سکتا تھا۔

اِسی لیے یسعیاہ ۵۵:۱ میں ہمیں بتایا گیا ہے ''اے سب پیاسو پانی کے پاس آؤ اور وہ بھی جس کے پاس پیسہ نہ ہو۔ آؤ مول لو اور کھاؤ'' اور اُس خوراک پر پیسہ خرچ کرنا چھوڑ دو جو آسودہ نہیں کرتی۔ یسوع نے بھی یوحنا ۴:۱۳، ۱۴ میں کہا:

> ''۔۔۔جو کوئی اِس پانی میں سے پیتا ہے وہ پھر پیاسا ہوگا۔ مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو میں اُسے دُوں گا وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا بلکہ جو پانی میں اُسے دُوں گا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زندگی کے لیے جاری رہے گا۔''

الغرض اگر حجّیؔ کے زمانے کے لوگ ہیکل کی تعمیر کا قصد کرتے تو یہ اُن کے دلوں میں ایمان اور حقیقی خوراک اور پانی کو حاصل کرنے کی خواہش کو ظاہر کرتا۔ لیکن چوں کہ اُن میں ایسا ایمان موجود نہیں تھا اِس لیے اُن کی زمین پوری طرح پھل دار نہ ہو سکی اور جو کچھ اُن کو حاصل ہوتا وہ اُن کی ضروریات کے لیے ناکافی تھا۔

زمین پر اپنے حالات تبدیل کرنے کے لیے اُن کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنی رُوحانی حالت کو بدلتے۔ زمینی حالات ہماری رُوحانی حالتوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارے بدن جن کو خاک سے بنایا گیا وہ اِس زمین کا حصہ ہوتے ہیں۔

چناں چہ حجیؔ نے خُدا کے کلام کے وسیلے اُنھیں نصیحت کی اور اُس کی خوش خبری اثر انگیز ثابت ہوئی۔ اُس کے ردِعمل میں لوگوں نے ہیکل کی از سرِ نو تعمیر شروع کر دی اور آج ہم سب اُنہی حقائق سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اگر چہ یہ ہیکل پہلی ہیکل جیسی شان دار نہیں تھی اور نہ ہی دُوسری ہیکل خُدا کے جلال سے معمور ہوئی، پھر بھی خُدا اِس بات سے خوش تھا کہ اُنھوں نے اُس کے کلام کی فرماں برداری کی، حالاں کہ اُن کا ایمان اُن کی تعمیر کی مانند محدود تھا لیکن کم از کم یہ ایک آغاز تو تھا۔

نصیحت اور اجر

حجیؔ ۱: ۸ میں مرقوم ہے:

پہاڑوں سے لکڑی لا کر یہ گھر تعمیر کرو اور میں اِس سے خوش ہوں گا اور میری تمجید ہو گی خُداوند فرماتا ہے۔"

اُس ہیکل سے جو جلال خُدا کو ملتا تھا وہ اُس جلال کے مقابلے میں کم تھا جس کا منصوبہ خُدا نے بنایا تھا، لیکن اُس وقت کے لیے یہ کافی تھا۔ خُدا اُن سے خوش تھا کیوں کہ اُنھوں نے ایمان کے آثار دکھائے۔ عبرانیوں ۱۱: ۶ میں لکھا ہے:

"اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔ اِس لیے کہ خُدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔

ایمان لانا، یقین رکھنا ہے۔ اگر خُدا اُن کے ہیکل کی تعمیر کے فیصلے سے خوش ہوا تو یہ اُن کے باطنی ایمان کی وجہ سے تھا، جو اُن کے ظاہری عمل سے ثابت ہوا۔

آخر کار خُدا کا جلال دوبارہ لکڑی اور پتھر سے بنائی گئی ہیکل میں بسرا نہیں کرے گا، بلکہ وہ ہمیں اپنے رُوح سے معمور کر دے گا۔ جب وہ ہم میں جلال پائے گا تو تب ہی وہ حقیقی طور پر جلال پائے گا، کیوں کہ ہمیں تخلیق کرنے کا یہی اُس کا حقیقی مقصد ہے۔ پولس ۲۔ تھسلنیکیوں ۱: ۱۰-۱۲ میں لکھتا ہے:

"یہ اُس دن ہو گا جب کہ وہ اپنے مقدسوں میں جلال پانے اور سب ایمان لانے والوں کے سبب سے تعجب کا باعث ہونے کے لیے آئے گا کیوں کہ تم ہماری گواہی پر ایمان لائے۔ اِسی واسطے ہم تمہارے لیے ہر وقت دُعا بھی کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا خُدا تمہیں

اِس بلاوے کے لائق جانے اور نیکی کی ہر ایک خواہش اور ایمان کے ہر ایک کام کو قدرت سے پورا کرے۔ تا کہ ہمارے خُدا اور خُداوند یسوع مسیح کے فضل کے موافق ہمارے خُداوند یسوع کا نام تم میں جلال پائے اور تم اُس میں۔

جب مسیح مکمل طور پر اپنے مقدسوں میں جلال پائے گا صرف تب ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم پھلنے کے حکم کو پورا کر چکے ہیں جس کے لیے ہمیں تخلیق کیا گیا تھا۔ یہ ہمارا موروثی حق ہے۔

دیگر مسائل

حجیّ ۱:۹ میں نبی اپنی بات کو آگے بڑھتا ہے:

’’تم نے بہت کی اُمید رکھی اور دیکھو تھوڑا ملا اور جب تم اُسے اپنے گھر میں لائے تو میں نے اُسے اُڑا دیا۔ رب الافواج فرماتا ہے کیوں؟ اِس لیے کہ میرا گھر ویران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کو دوڑا چلا جاتا ہے۔‘‘

یقیناً ہم سب کو پناہ کی ضرورت ہے، لیکن جب زندگیوں میں ہماری ترجیحات خُدا کی بجائے اپنی ذاتوں پر مرکوز ہوں گی تو یہ بات عیاں ہے کہ ہمارے دل میں بتوں کی حکمرانی ہے اور ہم خُدا کا دُرست ادراک نہیں رکھتے۔

یہاں تک کہ سلیمان خود اپنے گھر کو اُس وقت تک تعمیر نہ کر سکا جب تک ہیکل کا کام مکمل نہ ہوا (۱۔سلاطین ۷:۱)۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وہ ابھی تک اپنی حکمت پر فوقیت رکھتا تھا (۱۔سلاطین ۴:۳۰)۔

کلامِ خُدا حجیّ ۱:۱۰، ۱۱ میں اِس بات کو آگے بڑھتا ہے:

’’اِس لیے نہ آسمان سے اوس گرتی ہے اور نہ زمین اپنا حاصل دیتی ہے۔ اور میں نے خشک سالی کو طلب کیا کہ ملک اور پہاڑوں پر اور اناج اور نئی مے اور تیل اور زمین کی سب پیداوار پر اور انسان و حیوان پر اور ہاتھ کی ساری محنت پر آئے۔‘‘

یہ واضح ہے کہ زمین خشک سالی کا شکار تھی۔ نبی اِس خشک سالی کو خُدا اور اُس کی الٰہی عدالت سے منسوب کرتا ہے۔ سالوں قبل سلیمان نے دیکھا کہ اسرائیل گناہ کرے گا اور الٰہی عدالت کا سامنا کرے گا، اس لیے ہیکل کی تقدیس کرتے ہوئے وہ ۱۔سلاطین ۸:۳۵، ۳۶ میں دُعا کرتا ہے:

''جب اِس سبب سے کہ اُنھوں نے تیرا گناہ کیا ہو آسمان بند ہو جائے اور بارش نہ ہو اور وہ اِس مقام کی طرف رُخ کر کے دُعا کریں اور تیرے نام کا اقرار کریں اور اپنے گناہ سے باز آئیں جب تو اُن کو دُکھ دے۔ تو تُو آسمان پر سے سن کر اپنے بندوں اور اپنی قوم اسرائیل کا گناہ معاف کر دینا کیوں کہ تو اُن کو اُس اچھی راہ کی تعلیم دیتا ہے جس پر اُن کو چلنا فرض ہے اور اپنے ملک پر جسے تو نے اپنی قوم کو میراث کے لیے دیا ہے مینہ برسانا۔''

سالوں بعد حجیؔ پر اِس لیے خُدا کا کلام نازل ہوا تا کہ وہ لوگوں کو توبہ کی طرف مائل کرے اور وہ اپنے بُرے راستوں سے توبہ کریں، تا کہ خُدا بارش بھیجے اور اُن کی زمین کو برکت دے۔ موجودہ زمانے کے متشکک (شک کرنے والا) گناہ اور خشک سالی یا بارش اور راست بازی کے تعلق پر طنز کرتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو اِس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ زمینی حالات کے پس پردہ رُوحانی وجوہات ہیں وہ اصل مسائل کو پہچان کر حقیقی حل تلاش کر سکتے ہیں۔

خشک سالی ایک ظاہری عمل تھا اور زمین رُوحانی بنجر پن اور رُوح القدس کے فقدان (یوایل ۲:۲۳) کو اور خُدا کے کلام کو سننے کے قحط کو ظاہر کر رہی تھی۔

ایمان کا ردِعمل

اُن دنوں میں یہوداہ میں خُدا سے ڈرنے والے لوگ حکمرانی کر رہے تھے۔ گورنر زرُبابُل اور سردار کاہن یشوع خُدا ترس اور نیک آدمی تھے۔ پھر بھی وہ ہیکل کی از سرِ نو تعمیر کی ضرورت کو پہچاننے میں ناکام رہے اور اِس لیے خُدا نے ایک نبی کو بھیجا تا کہ وہ اِس نبوت کو اُن پر ظاہر کرے۔

اِس کا ردِعمل ہمیں حجیؔ ۱:۱۲ میں نظر آتا ہے:

''تب زرُبابُل بن سیالتی ایل اور سردار کاہن یشوع بن یہوصدق اور لوگوں کا سب بقیہ خُداوند اپنے خُدا کے کلام اور اُس کے بھیجے ہوئے حجیؔ نبی کی باتوں کے شنوا ہوئے اور لوگ خُداوند کے حضور ترسان ہوئے۔''

جیسا کہ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ لوگ عموماً اپنے راہنماؤں کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر اُن کے راہنما ایمان سے ردِعمل کا مظاہرہ کریں تو لوگ بھی ویسا ہی ردِعمل دیتے ہیں۔ اگر راہنما خُدا کے کلام کو ردّ کریں تو زیادہ تر

لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں زرُبّابُل اور یشوع راست باز راہنما تھے جو خُدا کے کلام کو سننے اور اُس کی اطاعت کرنے کے قابل اور اُس پر عمل کرنے کو تیار بھی تھے۔

عبرانی لفظ شماع (shama) دوہرے معنی رکھتا ہے یعنی ''سننا'' اور ''اطاعت'' کرنا۔ زرُبّابُل اور یشوع نے فرماں برداری (shama) کی۔ بالفاظ دیگر، اُنھوں نے ''سنا'' اور ''فرماں برداری'' کے وسیلے اُس کا اظہار بھی کیا۔

پولس رومیوں ۱۰: ۱۷ میں کہتا ہے کہ ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے۔ یعقوب اِس بات کو مزید بڑھتا ہے کہ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے (یعقوب ۲: ۱۷)۔ یہ دونوں دُرست ہیں اور اِن میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔

الٰہی وعدہ

خُدا کے کلام کا ردِعمل تسلی بخش تھا، جیسا کہ حجیؔ ۱: ۱۳ میں دیکھا جاسکتا ہے:

''تب خُداوند کے پیغمبر حجی نے خُداوند کا پیغام اُن لوگوں کو سنایا کہ خُداوند فرماتا ہے میں تمھارے ساتھ ہوں۔''

یہی تسلی اور یقین دہانی خُدا نے موسیٰ کو اُس وقت دی جب اُسے اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نجات دلانے کے عظیم منصوبے پر بھیجا گیا (خروج ۳: ۱۲)۔ یہی کلام یرمیاہ کو بھی دیا گیا جب خُدا نے اُسے یہوداہ اور یروشلیم کے گردن کش لوگوں کا سامنا کرنے کے لیے بھیجا (یرمیاہ ۱: ۸)۔

بالآخر، یسوع نے متی ۲۸: ۲۰ میں اپنے شاگردوں کو یہ ارشادِ اعظم دیا اور کہا، ''دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں۔'' اُس کی موجودگی کے بغیر کوئی کام کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ اور اُسی کی موجودگی میں سب چیزیں ممکن ہیں۔

حجیؔ کے زمانے کے لوگ اِس وعدے کی بدولت جان گئے کہ ہیکل کی دوبارہ تعمیر خُدا کی پاک مرضی ہے اور وہ اُسے مکمل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ جیسا کہ ہم آگے ملاحظہ کریں گے کہ یہ منصوبہ پانچ سالوں میں مکمل ہو گیا۔

باب ۵

خُدا کے گھر کی تعمیر

حجیؔ ۱:۱۴،۱۵میں لکھا ہے:

’’پھر خُداوند نے یہوداہ کے ناظم زرُبّابُل بن سیالتی ایل کی اور سردار کاہن یشوع بن یہوصدق کی اور لوگوں کے بقیہ کی رُوح کو ترغیب دی۔ پس وہ آکر رب الافواج اپنے خُدا کے گھر کی تعمیر میں مشغول ہوئے۔ اور یہ واقعہ دارا بادشاہ کی سلطنت کے دُوسرے برس کے چھٹے مہینے کی چوبیسویں تاریخ کا ہے۔‘‘

حجیؔ نے چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ کو لوگوں کو نصیحت اور تنبیہ کرنا شروع کیا اور تیئیس دن بعد یعنی اُسی مہینے کی چوبیس تاریخ کو لوگ اکٹھے ہوئے اور ہیکل کی دوبارہ تعمیر شروع کی۔ یہ دارا بادشاہ کی سلطنت کے دُوسرے سال ۵۲۰ قبل مسیح کا سال تھا۔ ہیکل تقریباً پانچ سال بعد ۱۵ مارچ ۵۱۵ قبل مسیح کو مکمل ہوئی۔ عزرا ۶:۱۵ میں یوں مندرج ہے:

’’سو یہ مسکن ادار کے مہینے کی تیسری تاریخ میں دارا بادشاہ کی سلطنت کے چھٹے برس تمام ہوا۔

ادار کے مہینے کے اختتام پر جو موسمِ بہار ہوتا ہے فارسی کیلنڈر کا نیا سال شروع ہوتا ہے۔ یوں ہیکل دارا بادشاہ کی سلطنت کے ساتویں سال کے آغاز سے عین پہلے مکمل ہو چکی تھی۔

ہیکل کی بنیاد

۵۲۰ قبل مسیح میں حجی نے لوگوں اور اُن کے سرداروں کو ہیکل کو تعمیر کرنے کے لیے اُبھارا۔ ہیکل کی تعمیر کا یہ منصوبہ تیرہ سال قبل اسیری سے واپس آنے والے پہلے گروہ کے وسیلے شروع ہوا تھا۔ بابل ۵۳۷ قبل مسیح میں فتح کیا گیا اور دارا مادی نے ابتدائی چند برس سلطنت کے نظم و نسق کو از سرِ نو مرتب کیا۔ اِس کے بعد خورس نے براہِ راست اقتدار سنبھال لیا اور دارا مادی ۵۳۴ قبل مسیح میں اپنے وطن کو واپس لوٹ آیا۔

خورس کی سلطنت کے پہلے سال (۵۳۴) اُس نے ایک فرمان جاری کیا کہ یہوداہ کے اسیر اپنے وطن واپس جا سکتے ہیں۔ چناں چہ اسیروں میں سے کچھ لوگ ''دُوسرے برس کے دُوسرے مہینے'' واپس آئے (عزرا۳:۸) اور اُنھوں نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ یہ تقریباً مئی ۵۳۳ قبل مسیح کا زمانہ تھا۔

اُنھوں نے بڑی خوشی اور خُدا کی حمد کرتے ہوئے ہیکل کی بنیاد ڈالی (عزرا۳:۱۰)۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے، حجیّ ۲:۱۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیکل کی بنیاد دراصل نویں مہینے کی چوبیس تاریخ کو رکھی گئی جس کا مطلب ہے کہ بنیاد رکھنے سے پہلے تقریباً سات مہینے تیاری کی گئی۔ پھر نبی اُن پر ظاہر کرتا ہے کہ کیسے یہ واقعہ ایک دُوسرے واقعہ کا پیش خیمہ ہے جب تمام قوموں کی بنیادیں ہلائی جائیں گی۔

۵۳۳ قبل مسیح میں ہیکل کی بنیاد رکھنے کا سہرا گورنر زرُبّابُل کے سر جاتا ہے (زکریاہ ۴:۹)۔ اِن سات مہینوں کے درمیانی عرصے میں جب ہیکل کی تعمیر پر کام جاری تھا تو اُنھوں نے قربانی کے لیے ایک مذبح بنایا (عزرا۳:۳) اور ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو قربانیاں چڑھانا شروع کیں (عزرا۳:۶)۔ یہ نرسنگوں کی عید یعنی روش ہشانہ تھی جو عبرانی کیلنڈر کے مطابق نیا سال ہوتا تھا۔

اِس کے بعد وہ خیموں کی عید یا عیدِ خیام کو منانے کے قابل ہوئے (عزرا۳:۴)۔ تاہم یہ عید محدود انداز میں منائی گئی کیوں کہ برسوں بعد ہم نحمیاہ ۸:۱۷ میں پڑھتے ہیں کہ لوگوں نے اِس عید کو منانے کے لیے جھونپڑیاں بنائیں، یہ ''یشوع بن نون کے دنوں سے اُس دن تک بنی اسرائیل نے ایسا نہیں کیا تھا۔''

اِس کا مطلب ہے کہ زرُبّابُل کے زمانے میں (۵۳۳ قبل مسیح) اِس عید کو جزوی طور پر منایا گیا جس میں مذبح پر قربانی دی گئی لیکن درختوں کی ڈالیوں سے جھونپڑیاں نہ بنائی گئیں۔ کئی دہائیاں بعد ۴۵۸ قبل مسیح میں نحمیاہ نئے گورنر کے طور ارتخششتا کے فرمان کے ساتھ آیا جس میں شہر کی دیوار کو دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم تھا، پھر اُس نے اور عزرا نے لوگوں کے سامنے شریعت کو پڑھا اور لوگ توبہ کی طرف مائل ہوئے۔ ''عزرا کاہن اور فقیہہ'' (نحمیاہ ۸:۹) نے صحائف کو مرتب کیا جن کو آج عہدِ عتیق کہا جاتا ہے۔

سامریہ کے لوگ

جب ہیکل کی بنیاد رکھی گئی تو ملک کے دُوسرے لوگ بھی اِس ہیکل کی تعمیر میں مدد کرنا چاہتے تھے۔ عزرا۴:۲ میں اُن کے بارے میں کہا گیا ہے:

''تو وہ زرُبّابُل اور آبائی خاندانوں کے سرداروں کے پاس آ کر اُن سے کہنے لگے کہ ہم کو بھی اپنے ساتھ بنانے دو کیوں کہ ہم بھی تمھارے خُدا کے طالب ہیں جیسے تم ہو اور ہم شاہِ اسور اسرحدون کے دِنوں سے جو ہم کو یہاں لایا اُس کے لیے قربانی چڑھاتے ہیں۔''

یہ اُن لوگوں کی نسل سے تھے جنھیں اسرائیلیوں کی جگہ بسایا گیا، جیسا کہ ہم ۲۔سلاطین ۱۷: ۲۳، ۲۴ میں پڑھتے ہیں:

''یہاں تک کہ خُداوند نے اِسرائیل کو اپنی نظر سے دُور کر دیا جیسا اُس نے اپنے سب بندوں کی معرفت جو نبی تھے فرمایا تھا۔سو اِسرائیل اپنے ملک سے اسُور کو پہنچایا گیا جہاں وہ آج تک ہے۔اور شاہِ اسور نے بابل اور کوتہ اور عوا اور حمات اور سفروائم کے لوگوں کو لا کر بنی اسرائیل کی جگہ سامریہ کے شہروں میں بسایا۔سو وہ سامریہ کے مالک ہوئے اور اُس کے شہروں میں بس گئے۔''

بہ ظاہر یہ لوگ خوش خلق اور دوستانہ تھے لیکن اُن کی عبادت مشرکانہ رسومات اور شریعت کی چند باتوں کا امتزاج تھی جو اُنھوں نے اُن لاویوں سے سیکھی جو انھیں اسرائیل کے خُدا کی تعلیمات سکھانے کے لیے بھیجے گئے۔ جب ۲۔سلاطین ۱۷: ۲۵ میں لکھا گیا ''سو اسرائیل اپنے ملک سے اسور کو پہنچایا گیا جہاں وہ آج تک ہے'' اِس کا مطلب ہے کہ عزرا کے دنوں تک، جس نے صحائف کو موجودہ صورت میں مرتب کیا۔

بالفاظ دیگر، اسرائیل کی شمالی سلطنت کے دس قبائل اسور سے واپس نہ آئے جب یہوداہ کا بقیہ بابل سے واپس آیا۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل اور یہوداہ اُس وقت یکجا ہو گئے بالکل غلط ہیں۔صرف یہوداہ بنیمین اور چند لاوی کاہن واپس آئے تا کہ وہ یہوداہ کی قوم کی بنیاد رکھیں۔

اسرحدون نے جن لوگوں کو سامریہ (اسرائیلی سرزمین) میں بھیجا وہ لوگ غیر یہودی تھے۔ جب وہ لوگ وہاں آئے تو شیروں نے اُنھیں مارنا شروع کر دیا۔۲۔سلاطین ۱۷: ۲۵ میں لکھا ہے:

''اور اپنے بس جانے کے شروع میں اُنھوں نے خُداوند کا خوف نہ مانا۔ اِس لیے خُداوند نے اُن کے درمیان شیروں کو بھیجا جنھوں نے اُن میں سے بعض کو مار ڈالا۔''

اُس زمانے میں یہ خیال عام پایا جاتا تھا کہ ہر ایک دیوتا کا اپنا مخصوص علاقہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی

دُوسرے علاقے میں چلا جاتا ہے تو اُسے اُس علاقے کے دیوتا کی پرستش کرنی پڑتی ہے۔ مگر یہ لوگ جن کو دُوسرے علاقوں سے اسرائیلی سرزمین میں لایا گیا تھا یہ نہیں جانتے تھے کہ اسرائیل کے خُدا کی پرستش کیسے کرنی ہے۔ اِس لیے اُنھوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ کچھ لاویوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ اُن کو سکھائیں کہ اِس سرزمین کے خُدا کو کس طرح خوش کیا جائے اور اُس کی عبادت کی جائے۔

۲۔سلاطین ۱۷: ۲۸، ۲۹ میں اِس بات کو جاری رکھا گیا ہے:

''سو اُن کاہنوں میں سے جن کو وہ سامریہ سے لے گئے تھے ایک کاہن آ کر بیت ایل میں رہنے لگا اور اُن کو سکھایا کہ اُن کو خُداوند کا خوف کیونکر ماننا چاہیے۔ تس پر بھی ہر قوم نے اپنے دیوتا بنائے اور اُن کو سامریوں کے بنائے ہوئے اُونچے مقاموں کے مندروں میں رکھا۔ ہر قوم نے اپنے شہر میں جہاں اُس کی سکونت تھی ایسا ہی کیا۔''

اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسی تعلیمات نے جنم لیا جس میں بت پرستی کی مشرکانہ رسومات بھی تھیں اور موسوی شریعت کی چند باتیں بھی شامل تھیں۔ اِس معاملے کے محاصل کو ۲۔سلاطین ۱۷: ۳۳-۴۱ میں بیان کیا گیا ہے:

''سو وہ خُداوند سے بھی ڈرتے تھے اور اپنی قوموں کے دستور کے مطابق جن میں سے وہ نکال لیے گئے تھے اپنے اپنے دیوتا کی پرستش بھی کرتے تھے۔ آج کے دِن تک وہ پہلے دستور پر چلتے ہیں۔ وہ خُداوند سے ڈرتے نہیں اور نہ تو اپنے آئین وقوانین پر اور نہ اُس شرع اور فرمان پر چلتے ہیں جس کا حکم خُداوند نے یعقوب کی نسل کو دیا تھا جس کا نام اُس نے اسرائیل رکھا تھا۔۔۔ سو یہ قومیں خُداوند سے بھی ڈرتی رہیں اور اپنی کھودی ہوئی مورتوں کو بھی پوجتی رہیں۔ اِسی طرح اُن کی اولاد اور اُن کی اولاد کی نسل بھی جیسا اُن کے باپ دادا کرتے تھے ویسا وہ بھی آج کے دن تک کرتی ہیں۔''

یہ واضح ہے کہ بادشاہوں کی تواریخ کی کتاب کے مصنف نے یہ حصہ نہیں لکھا، کیوں کہ یہ اُن لوگوں کی اولاد اور اُن کی اولادوں کی تاریخ ہے جو اسرائیل پر اسوری قبضہ کے بعد سامریہ میں لائے گئے تھے۔

اکثر علما کا خیال ہے کہ اِن اضافی توضیحات کو عزرا نے تحریر کیا اور بلاشبہ اِن کو رُوح القدس کی تحریک سے لکھا گیا۔

یہی وہ پس منظر ہے جو واضح کرتا ہے کہ ایک سو پچاس (۱۵۰) سال بعد زرُبّابل نے سامریوں کو ہیکل

کی تعمیر میں مدد کرنے کی اجازت کیوں نہ دی۔

بالکل اُسی طرح جب ہم نئے یروشلیم کی نئی ہیکل کو تعمیر کر رہے ہیں تو بہت سے لوگ اُس کام کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ''آج تک'' وہ ''خُداوند سے بھی ڈرتے'' ہیں لیکن وہ اپنے دیوتاؤں کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ وہ ''اپنے پہلے دستور پر بھی چلتے ہیں'' اور اپنی غیر بائبلی روایات کو بھی خُدا کے مَقدِس میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سچے خُدا کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن سامریوں کی طرح، وہ دُوسرے دیوتاؤں کے قوانین کی پیروی کرتے ہیں اور اسرائیل کے خُدا کی دی گئی شریعت کو ردّ کرتے ہیں۔

چناں جب سامریوں کی پیشکش کو ردّ کیا گیا تو وہ حقارت محسوس کرنے لگے اور یہوداہ کے دشمن بن گئے۔ اور یہ حالت مسیح کے دنوں تک رہی۔ وہ ''مشیروں کو اُجرت دیتے رہے'' تاکہ ہیکل کی تعمیر کے کام کو خورس کے زمانے سے دارا کی سلطنت تک تیرہ سال تک روکا جا سکے، جب تک حجیؔ نے لوگوں کو دوبارہ کام کرنے کے لیے نہ اُبھارا۔

باب ٦

ہیرودیس ہیکل کی تعمیرِ نو کرتا ہے

حجیؔ ۲:۱ میں لکھا ہے:

’’ساتویں مہینے کی اکیسویں تاریخ کو خُداوند کا کلام حجیؔ نبی کی معرفت پہنچا۔‘‘

یہ کلام حجیؔ پر اُس کے پہلے پیغام کے تقریباً سات ہفتے بعد نازل ہوا۔ حجیؔ ۱:۱ کے مطابق اُس پر خُدا کا کلام چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ کو نازل ہونا شروع ہوا اور اِس کلام نے لوگوں کو بیدار کر دیا۔ چناں چہ وہ اُسی مہینے کی چوبیس تاریخ کو کام کرنے کے لیے جمع ہوئے (حجیؔ ۱:۱۵)، اور سوختنی قربانی کا مذبح تیار کرنے میں ایک ہفتہ صرف ہوا۔

عدمِ موازنہ

دُوسرے باب میں اُس وقت خُدا کا کلام نبی پر نازل ہوا جب وہ لوگ تقریباً ایک مہینے سے ہیکل کی تعمیر پر کام کر رہے تھے۔ حجیؔ ۲:۲، ۳ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

’’کہ یہوداہ کے ناظم زرُبّابل بن سیالتی ایل سردار کاہن یشوع بن یہوصدق اور لوگوں کے بقیہ سے یوں کہہ۔ کہ تم میں سے کس نے اِس ہیکل کی پہلی رونق کو دیکھا؟ اور اب کیسی دکھائی دیتی ہے؟ کیا یہ تمھاری نظر میں ناچیز نہیں ہے؟‘‘

ابھی اُنھوں نے اپنے کام کا آغاز ہی کیا تھا، ابھی ہیکل کی بنیاد بھی نہیں رکھی گئی تھی اور وہ لکڑی کے شہتیر اور پتھر تیار کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن تمام نقشے بن چکے تھے۔ اور یہ بات واضح تھی کہ یہ نئی ہیکل پچھلی ہیکل کے مقابلے میں ادنیٰ تھی۔ اُن لوگوں کے پاس نہ ہی وہ وسائل تھے اور نہ ہی وہ مہارت جو سلیمان کی ہیکل کی تعمیر کے وقت اُس زمانے کے لوگوں کے پاس موجود تھی۔

حجیؔ اِس بات کو بہ خوبی جانتا تھا کہ اِس ہیکل کی سادگی لوگوں کے لیے مایوسی کا سبب بن سکتی ہے۔ یاد رکھیں یہ ہیکل اُس وقت تک سات عجوبوں میں شمار نہیں ہوتی تھی جب تک ہیرودیس نے ۱۶ قبل مسیح میں اُسے منہدم کر کے دوبارہ تعمیر نہ کیا۔

زرُبّابُل کی ہیکل کی تعمیرِ نو

یوسیفس ہمیں بتاتا ہے کہ ہیرودیس اول جسے ہیرودس اعظم کے نام سے جانا جاتا تھا اُس نے اپنی حکومت کے اٹھارھویں سال اِس منصوبے کا ارادہ کیا۔

''اوراب ہیرودیس نے اپنی سلطنت کے اٹھارھویں سال میں اُن تمام کاموں کے بعد جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے ایک بہت بڑے منصوبے کا ارادہ کیا یعنی اُس نے خود خُدا کی ہیکل کو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اُس نے اِس کے احاطے کو وسیع کیا اور اُس کی بلندی میں حیران کن اضافہ کیا کیوں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں اِسے سب سے زیادہ مقدم سمجھتا تھا اور حقیقت میں ایسا تھا بھی۔۔۔'' (antiq., XV, xi, 1)

ہیرودیس کی حکومت کا آغاز ۳۷ قبل مسیح میں ہوا، یوں اُس کی سلطنت کا اٹھارھواں سال ۱۹ قبل مسیح تھا۔

یوسیفس ہمیں دوبارہ بتاتا ہے:

''یہ وہ خطاب ہے جو ہیرودیس نے اُن سے کیا، اُس کے اِس خطاب نے بہت سے لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا، کیوں کہ یہ اُن کے لیے غیر متوقع تھا اور اُنھیں یہ ناقابلِ یقین معلوم ہوتا تھا۔ اِس لیے اُس کے اِس منصوبے نے اُن کی حوصلہ افزائی نہ کی۔ لوگ اِس بات سے پریشان تھے کہ کہیں وہ پوری عمارت کو منہدم نہ کر دے اور پھر اُس کی تعمیرِ نو کے اپنے منصوبے کو مکمل نہ کر سکے۔ اُن لوگوں کو اِس منصوبے میں قباحت نظر آتی تھی۔ اور یہ منصوبہ اتنا بڑا تھا کہ اسے پورا کرنا بہ ظاہر مشکل نظر آتا تھا۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہیرودیس نے ہیکل کی تعمیرِ نو کے اپنے منصوبے کا اعلان کیا تو بہت سے لوگ گھبرا گئے، کیوں کہ اُن کا خیال تھا کہ وہ ہیکل کو منہدم کر دے گا اور پھر شاید اُس کے پاس اِسے دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے نہ اتنے وسائل ہوں گے اور نہ ہی اتنا وقت۔ چناں چہ اُس نے اُن لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ پہلے تمام تعمیراتی سامان اکٹھا کرے گا۔ یوسیفس بیان کرتا ہے:

''لیکن جب لوگ مایوسی کی کیفیت میں تھے تو بادشاہ نے اُن کی حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ وہ اُن کی ہیکل کو اُس وقت تک منہدم نہیں کرے گا جب تک وہ اِس کی ازسرِنو تعمیرِ کے لیے سب چیزوں کو مکمل نہ کر لے۔ اور جیسا اُس نے وعدہ کیا اُس نے ویسا ہی کیا۔

اُس نے ایک ہزار چھکڑے تیار کیے جو عمارت کے لیے پتھر لائیں گے، اور دس ہزار ماہر کاری گروں کا انتخاب کیا گیا۔۔۔ پھر اُس عمارت کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا، لیکن یہ کام تب ہی شروع کیا گیا جب ہر طرح کی تیاری مکمل کر لی گئی۔'' (antiq, XV,xi,2)

یوسیفس ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جب ہیکل کی تعمیر کا کام عملی طور پر شروع کیا گیا تو ''ہیکل کو کاہنوں نے ایک سال اور چھے مہینے میں مکمل کیا'' (antiq,XV,xi,6)۔ صحنوں اور بیرونی احاطوں کی تعمیر میں مزید آٹھ سال لگے (antiq,XV,xi,6)، جو غالباً ۸ قبل مسیح کے لگ بھگ مکمل ہوئے۔ تاہم ابھی مکمل تعمیر کے لیے اور عرصہ درکار تھا۔

ہیرودیس پہلی صدی قبل مسیح میں مر گیا، اُس وقت تک یہ منصوبہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ وہ یسوع کی پیدائش کے چند مہینوں بعد ہی مر گیا، اُس کی ذہنی بے چینی کا آخری عمل بیت لحم میں بچوں کو قتل کروانا تھا۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا ارخلاؤس اُس کی جگہ بادشاہ بنا (متی ۲:۲۲)۔

ارخلاؤس ہیرودیس کی بیوی ملتھاس/Matthace (جو ایک سامری عورت تھی) سے پیدا ہوا تھا۔ اُس کی فوج نے اُسے بادشاہ قرار دے دیا لیکن اُس نے اِس اعزاز کو اُس وقت تک قبول کرنے سے انکار کر دیا جب تک وہ روم جا کر باضابطہ طور پر شاہی لقب حاصل نہ کر لے۔ مگر اِس سے پہلے اُس کے باپ کے ظالمانہ اعمال کی وجہ سے یروشلیم میں بدامنی پیدا ہو گئی اُس نے عیدِ فسح کے موقع پر شہر میں فوج داخل کرنے کا حکم دیا اور تین ہزار مظاہرین کو قتل کروا دیا۔ یہاں تک کہ اُس نے یہ بھی اعلان کروا دیا کہ اِس سال (اپریل پہلی صدی قبل مسیح) عیدِ فسح نہیں منائی جائے گی۔

اس کے فوراً بعد وہ اپنے شاہی لقب کے حصول کے لیے روم کو روانہ ہوا۔ تاہم اُس کے اپنے خاندان نے اُس کی مخالفت کی، اور روم نے اُسے بادشاہ کی بجائے محض ''اتھنارک'' (Ethnarch) کا لقب دیا۔ جو بادشاہ کے مقابلے میں مرتبے میں قدرے کم تھا۔ یوسیفس ہمیں بتاتا ہے:

''جب قیصر نے یہ کارگزاریاں سن لیں تو اُس نے مجلس کو برخاست کر دیا؛ مگر کچھ دنوں کے بعد اُس نے ارخلاؤس کو بادشاہ نہیں بلکہ اُس سرزمین کے آدھے حصے کا اتھنارک مقرر کیا جو پہلے ہیرودیس کے ماتحت تھا، اور اُس نے ارخلاؤس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ

عدل اور دیانت داری سے حکومت کرے گا تو بعد میں اُسے بادشاہی کا رتبہ بھی عطا کر دیا جائے گا'' (antiq. XVII, xi, 4)

چناں چہ اُسے یہودیہ کا اقتدار سونپ دیا گیا اور ہیکل کی تعمیر اُس کی سلطنت کے دسویں سال تک جاری رہی۔ ۸ یا ۹ عیسوی میں اُسے ویانا میں جلاوطن کر دیا گیا۔ یہودیہ پر اُس کی حکمرانی اُس کے باپ کی مانند ظلم و جبر سے بھرپور تھی۔ اِس لیے قیصر اگستس کے سامنے اُس پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ اُس نے عدل اور دیانت داری سے حکومت کرنے کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ یوسفیس ہمیں بتاتا ہے:

''اور جب وہ قیصر کے پاس (روم) پہنچا تو قیصر نے اُس کے بعض الزام لگانے والوں کی باتیں سنیں اور اُس کی طرف سے اپنی صفائی میں پیش کیے گئے دلائل بھی سنے اور قیصر نے ارخلاؤس کو گال کے شہر ویانا میں جلاوطن کر دیا اور اُس کے سارے مال و دولت کو ضبط کر لیا'' (antiq. XVII, xiii, 2)۔

ارخلاؤس کے جلاوطن ہونے کے بعد رومی ناظم ہیرودیس اگرپا بادشاہ تک جو ہیرودیس کا پوتا تھا اور جسے ۴۱ عیسوی میں یہودیہ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا یہودیہ پر حکمرانی کرتے رہے۔ یوسیفس ہمیں بتاتا ہے:

''اور اب یہودیہ کا وہ حصہ جو پہلے ارخلاؤس کے اختیار میں تھا اُسے ایک رومی صوبہ بنا دیا گیا اور رومی شہسواروں میں ایک شخص کو پونییس کو حاکم مقرر کیا گیا، جسے قیصر کی طرف سے اختیار (سزائے موت کا بھی) سونپا گیا تھا'' (Wars of the Jews II,viii,1)۔

۹ اور ۴۱ عیسوی کے درمیان ایک طویل عرصہ تھا جس کے دوران رومی ناظم یہودیہ پر حکمرانی کرتے رہے۔ اُسی زمانہ میں ایک اور ہیرودیس تھا جسے ہیرودیس فلپس اوّل کہا جاتا تھا جس کی ماں ماریمنے (Mariamne) ثانی تھا جو ہیرودیس اعظم کی بیٹی تھی۔ ہیرودیس فلپس اول کی شادی ہیرودیاس سے ہوئی اور اُس کی بیٹی سلومی ۳۰ عیسوی میں یوحنا اصطباغی کی موت کا سبب بنی۔ دراصل وہ ایک عام آدمی تھا جس نے اپنا زیادہ وقت روم میں گزارا۔ اُس زمانے میں ہیرودیس نام کے افراد کی کثرت اُن میں فرق کرنے کو دشوار بنا دیتی ہے۔

ہیکل کی تعمیر روم کی نگرانی میں ہوئی، اگرچہ اصل تعمیراتی کام کاہنوں اور دُوسرے مزدوروں نے سرانجام

دیا۔ یہودیہ کو شام کے صوبے میں شامل کر لیا گیا اور انطاکیہ سے اُس پر حکمرانی کی گئی۔ یوسیفس بیان کرتا ہے:

''یوں ارخلاؤس کے علاقے کو شام میں شامل کر دیا گیا؛ اور قیصر کی طرف سے کورنیس کو جو پہلے ناظم رہ چکا تھا بھیجا گیا تا کہ وہ شام میں لوگوں کی املاک کا حساب لگائے اور ارخلاؤس کے گھر کو فروخت کرے'' (antiq. XVII, xiii, 5)۔

یہ وہی کورنیس تھا جسے یسوع کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ستمبر ۲ قبل مسیح میں سوریہ اور یہودیہ کے تمام رومی شہریوں کے نام لکھنے کی ذمے داری سونپی گئی۔ یہ نام لکھوانے کا اندراج رومی سینٹ کے اُس اعلان (فروری ۲ قبل مسیح) کی توثیق کے لیے کیا گیا کہ آگستس اپنی سلطنت کے پچیسویں سال (یہ شمار ۲۷ قبل مسیح سے کیا گیا) کے موقع پر Pater Patriae یعنی'' قوم کا باپ'' ہے۔ اِسی کے تحت یوسف اور مریم اپنے نام لکھوانے بیت لحم کو گئے (لوقا ۲:۱-۵)۔

ہیکل کی تعمیر چھیالیس سالوں میں ہوئی

۳۰ عیسوی میں یسوع کی خدمت کے آغاز کے قریب ہیکل کی تعمیر چھیالیس سالوں سے جاری تھی (یوحنا ۲:۲۰)۔ اِن چھیالیس سالوں کی دُرست تاریخ معلوم کرنا ممکن نہیں، لیکن اگر ہیرودیس کے مزدوروں نے ۱۶ یا ۱۷ قبل مسیح میں ہیکل کی تعمیر شروع کی تو چھیالیس سالوں کا یہ عرصہ ۳۰ یا ۳۱ عیسوی میں مکمل ہوا۔

اگر چہ چھیالیس سالوں کا ذکر یوحنا کی کتاب میں درج پہلی فسح کے موقع پر کیا گیا (یوحنا ۲:۱۳،۲۰)، مگر یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فسح واقعی یسوع کی خدمت کی پہلی فسح تھی۔ درحقیقت ہمیں معلوم ہے کہ یوحنا نے اپنی انجیل میں بیان کی گئی تینوں فسح کو اِس طرح ترتیب دیا ہے کہ اِن واقعات کی زمانی ترتیب کو عیدِ خیام کے سات دنوں کی پیشین گوئیوں کے مطابق ڈھالا جا سکے۔

چناں چہ یوحنا کی انجیل میں عیدِ فسح کا دُوسرا ذکر (یوحنا ۶:۴) اُس وقت ہوا ہے جب یوحنا اصطباغی کا سر قلم کیا گیا۔ ہم اِسے اِس لیے جانتے ہیں کیوں کہ اُس وقت یسوع نے پانچ ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا اور پھر اُسے خبر ملی کہ ہیرودیس نے یوحنا کا سر قلم کر دیا ہے (متی ۱۴:۱۰-۱۳)۔ متی ہمیں بتاتا ہے کہ جب یسوع نے یہ خبر سنی تو وہ وہاں سے کشتی پر الگ کسی ویران جگہ کو روانہ ہو گیا، جہاں لوگ شہر شہر سے پیدل اُس کے پیچھے گئے۔ اور اُس نے پانچ ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا۔

یسوع نے ۲۹ عیسوی میں بپتسمہ لیا اور اُس نے اپنی خدمت کو اُس وقت تک محدود رکھا جب تک یوحنا بپتسمہ دینے والے کو قید میں نہ ڈال دیا گیا (یوحنا ۴:۲)، اِس کے بعد بھی اُس نے اپنی خدمت کو ۳۰ عیسوی تک مکمل طور پر شروع نہیں کیا جب تک یوحنا کے سر کو قلم نہیں کر دیا گیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ جب تک یوحنا اصطباغی زندہ تھا یسوع نے اپنے کہانتی اختیار کو مکمل طور پر حاصل نہیں کیا تھا جس کے وسیلے وہ اپنی خدمت کو مکمل کر سکتا۔

یوحنا کو خُدا کی طرف سے بہ طور سردار کاہن چنا گیا تھا یعنی ملکِ صدق کے کہانتی سلسلے کے شروع ہونے سے پہلے لاوی کہانت کا آخری کاہن۔ یوحنا بے اولاد مر گیا یوں اُس کا یہ مقام اُس کی والدہ کی جانب سے اُس کے خالہ زاد بھائی یسوع کو منتقل ہو گیا۔

مگر چوں کہ یسوع لاوی کی بجائے یہوداہ کے قبیلے سے تھا اِس لیے وہ لاوی کاہن نہیں بن سکتا تھا بلکہ اِس کے برعکس وہ ملکِ صدق کا کاہن بنا۔ یوحنا کی موت کے سبب (خُدا کی نظر میں) یسوع کو سردار کاہن کا منصب عطا کر دیا گیا، تا کہ وہ آسمانی ہیکل میں اپنا خون لے کر مذبح پر چھڑکنے کے قابل ہو سکے (عبرانیوں ۹:۱۱، ۱۲)۔

چوں کہ یوحنا رسول نے واقعات کی زمانی ترتیب کو عیدِ خیام کے پیشین گوئی کے مطابق ڈھالا، اِس لیے ہم یقین سے نہیں جان سکتے کہ چھیالیس سال کے متعلق کب بیان کیا گیا۔ پھر بھی ہمیں اندازہ ہے کہ یہ تقریباً ۱۹ قبل مسیح کے بعد شروع ہوئی، (ہیرودیس کے اٹھارھویں سال) جب اُس نے پہلی بار ہیکل کی تعمیر کے بارے میں سوچا۔ چھیالیس سالوں بعد یہ ہمیں یسوع کے ابتدائی خدمتی سالوں (۳۰ - ۳۳ عیسوی) تک لے آتی ہے۔

اب ہم یروشلیم میں دُوسری ہیکل کی تعمیر کی طرف بڑھتے ہیں جو زرُبّابُل کے زمانے میں تعمیر کی گئی۔

باب ۷

مخالفت کے باوجود ہیکل کی تعمیر

جب دارا اعظم کے زمانے (۵۲۰ قبل مسیح) میں ہیکلِ ثانی کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو سامریوں نے اِس کام کو رکوانے کے لیے وکیل مقرر کیے۔ سامری راہنماؤں کو یقین نہیں تھا کہ فارسی بادشاہ نے زرُبّابُل کو ہیکل کی تعمیرِ نو کی اجازت دی ہے۔

پس تتنی جو اُس قریبی علاقے کا گورنر تھا اُس نے دارا بادشاہ کو ایک خط بھیجا، جس کا ذکر عزرا ۵:۶-۱۷ میں کیا گیا ہے ''سو اب اگر بادشاہ مناسب جانے تو بادشاہ کے دولت خانہ میں جو بابل میں ہے تفتیش کی جائے کہ خورس بادشاہ نے خُدا کے اِس گھر کو یروشلیم میں بنانے کا حکم دیا تھا یا نہیں اور اِس معاملے میں بادشاہ اپنی مرضی ہم پر ظاہر کرے (۱۷)۔''

تعمیر کے اخراجات

عزرا ۶:۱ کے مطابق دارا نے حکم دیا کہ بابل کے تواریخی کتب خانہ سے اُس حکم نامے کی تفتیش کی جائے۔ چناں چہ تلاش کے دوران اُنھیں شاہِ خورس کا فرمان مل گیا، جس کا ذکر عزرا ۶:۳-۵ میں کیا گیا ہے۔ اِس خط نے نہ صرف ہیکل کی تعمیر کی تصدیق کی بلکہ چوتھی آیت میں یہ بھی کہا گیا ''اور خرچ شاہی محل سے دیا جائے۔''

پس دارا نے تتنی کو عزرا ۶:۷،۸ میں حکم دیا:

> ''خُدا کے اِس گھر کے کام میں دست اندازی نہ کرو۔ یہودیوں کا حاکم اور یہودیوں کے بزرگ خُدا کے گھر کو اُس کی جگہ پر تعمیر کریں۔ علاوہ اِس کے خُدا کے اِس گھر کے بنانے میں یہودیوں کے بزرگوں کے ساتھ تم کو کیا کرنا ہے۔ سو اُس کی بابت میرا یہ حکم ہے کہ شاہی مال میں سے یعنی دریا پار کے خراج میں سے اُن لوگوں کو بلا توقف خرچ دیا جائے تا کہ اُن کو رُکنا نہ پڑے۔''

بلاشبہ تتنی کو اپنا خط بھیجنے پر افسوس ہوا ہوگا، کیوں کہ نہ صرف وہ اپنے دعوے میں ناکام ہوگیا بلکہ اب سے

اُسے صوبے کے خراج میں سے تعمیر کے تمام اخراجات برداشت کرنے پڑے۔ وہ خراج جو دارا کے خزانے میں جاتا تھا اب یروشلیم کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ تتنی جس کے نام کے معنی ''تحفہ'' ہیں اُسے مجبور کیا گیا کہ وہ یروشلیم میں ہیکل کی تعمیر کے لیے رقم فراہم کرے۔

دارا نے اُن سب لوگوں کے خلاف ایک تہدیدی فرمان بھی جاری کیا جو اُس کے فرمان کی تعمیل نہیں کریں گے۔ عزرا ۶: ۱۱ میں بیان کیا گیا ہے:

''میں نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ جو شخص اِس فرمان کو بدل دے اُس کے گھر میں سے کڑی نکالی جائے اور اُسے اُسی پر چڑھا کر سولی دی جائے اور اِس بات کے سبب سے اُس کا گھر کوڑا خانہ بنا دیا جائے۔''

پس اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیوں مخالفت بہت جلد ہی دم توڑ گئی اور تعمیر کرنے والے محض پانچ سال کے قلیل عرصے میں اِس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔

جیسا ہم نے پہلے بیان گیا، عزرا ۶: ۱۵ میں اِس کا اختتام اِن الفاظ سے ہوتا ہے:

''سو یہ مسکن ادار کے مہینے کی تیسری تاریخ میں دارا بادشاہ کی سلطنت کے چھٹے برس تمام ہوا۔''

ہمارے موجودہ کیلنڈر کے مطابق ہیکل کی تکمیل ۱۵ مارچ ۵۱۵ قبل مسیح میں ہوئی۔ اگلے مہینے سے دارا کی سلطنت کا ساتواں سال شروع ہو گیا، کیوں کہ اُس کی سلطنت کے سالوں کا شمار اپریل سے کیا جاتا تھا۔

یہ بات نہایت قابلِ غور ہے کہ فارس جو دُوسرے حیوان کی سلطنت ہے اُس نے ہیکل کی تعمیر کے تمام اخراجات مہیا کیے۔ یہی بات بعدازاں اُس رُوحانی ہیکل کی تعمیر کے لیے ایک نمونہ بن گئی جس کی مثل یہ مادی ہیکل تھی۔ یاد رکھیں کہ یسعیاہ ۴۴: ۲۸ میں دو صدیاں قبل ہی یہ پیشین گوئی کی جا چکی تھی۔

''جو خورس کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور میری مرضی بالکل پوری کرے گا اور یروشلیم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ تعمیر کیا جائے گا اور ہیکل کی بابت کہ اُس کی بنیاد ڈالی جائے گا۔''

اِس پیشین گوئی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر خورس ایسا فرمان جاری کرے گا تو وہ تعمیر کے اخراجات کی ذمہ داری بھی لے گا۔ مزید برآں خورس کی سلطنت کا یہی پہلو اُسے مسیح کی مثل بنا دیتا ہے، جیسا کہ چند

آیات کے بعد یسعیاہ ۴۵:۱ میں اُسے اِسی نام سے پکارا گیا ہے۔

اب جب کہ چاروں حیوانی سلطنتیں اپنے دَور مکمل کر چکی ہیں اور اب جب بابل نے اپنے ظلم و جبر کی تاریخ کو پوشیدہ بابل کی صورت میں پھر دہرایا ہے تو اب ہم مشرق کی طرف سے نئے بادشاہوں کے ظہور کو دیکھ رہے ہیں، جنھیں خُدا نے بابل کو شکست دینے اور نئے یروشلیم اور نئی ہیکل کی تعمیر کے لیے برپا کیا ہے۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ خُدا آنے والے دَور کے لیے مشرق سے آنے والے نئے بادشاہوں کو نئے یروشلیم کے عالمی نظام کی تعمیر کے لیے استعمال کرے گا۔ جب کہ مسیحی یروشلیم میں تیسری زمینی ہیکل کی تعمیر کے لیے تعاون اور مالی مدد فراہم کریں گے جس کا مقصد جانوروں کی قربانی ہے، لیکن خُدا اِس سے بھی عظیم منصوبہ ترتیب دے رہا ہے۔

الٰہی منصوبہ یہ ہے کہ ایک نیا عہد اور نیا یروشلیم بنایا جائے جو پرانے کی طرح چند ایکڑوں تک محدود نہ ہو۔ یہ ہیکل زندہ پتھروں سے بنائی جائے جو تمام قوموں میں سے لیے جائیں، تاکہ خُدا کے حقیقی منصوبے کو پورا کیا جا سکے، جو ابرہام پر ظاہر کیا گیا تھا کہ زمین کی سب قومیں اُس کے وسیلے سے برکت پائیں گی۔

حجیؔ اِس بات کو جانتا تھا کہ دُوسری ہیکل اپنے جاہ و جلال میں سلیمانی ہیکل کی مانند نہیں تھی۔ پھر بھی یہ ایک عظیم المقام ہیکل کا نمونہ تھی جس کا مقابلہ کسی بھی صورت میں سلیمانی ہیکل نہیں کر سکتی تھی۔ سلیمان اِس بات کو جانتا تھا کہ اُس کی ہیکل چاہے کتنی ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو آسمان کا خُدا اُس میں سما نہیں سکتا تھا (۱۔سلاطین ۸:۲۷)۔صرف زندہ پتھروں سے بنائی گئی ہیکل ہی آسمانی خُدا کو زمین پر مسکن فراہم کر سکتی تھی۔

اگر ہیکلِ سلیمانی آسمان کے خُدا کو اپنے اندر نہیں سمو سکتی، تو پھر زرُبابُل اُس بات میں کیسے کامیاب ہو سکتا تھا جہاں سلیمان ناکام ہو گیا۔ سلیمان کے پاس کم از کم عہد کا صندوق تھا جسے وہ پاک ترین مقام میں رکھ سکتا تھا۔ زرُبابُل اپنی بنائی گئی ہیکل میں عہد کے صندوق کو بھی نہیں رکھ سکتا تھا کیوں کہ عہد کا صندوق یرمیاہ کے ذریعے کہیں اور منتقل کیا جا چکا تھا۔

اگر چہ صندوق واپس بھی آ جاتا تو خُدا کا جلال پہلے ہی اِس جگہ سے رخصت ہو چکا تھا (حزقی ایل ۱۱:۲۳) اور وہ دوبارہ کبھی بھی یہاں واپس نہ آیا۔ جیسے اِس سے پہلے وہ سیلا میں تھا اور پھر یروشلیم سے جلال اُٹھا لیا گیا (یرمیاہ ۷:۱۲-۱۴)

مخالفت میں دلیری

اِن حقائق کے پیشِ نظر حجیؔ نے لوگوں کو یقین دلایا کہ وہ واقعی ایک نبوتی کام سرانجام دے رہے ہیں اور اُس عظیم ہیکل کا نمونہ قائم کر رہے ہیں جو مستقبل میں وقوع پذیر ہوگی۔ حجیؔ ۲:۴ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''لیکن اے زرُبّابُل حوصلہ رکھ خُداوند فرماتا ہے اور اَے سردار کاہن یشوع بن یہوصدق حوصلہ رکھ اور اَے ملک کے سب لوگو حوصلہ رکھو خُداوند فرماتا ہے اور کام کرو کیوں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں رب الافواج فرماتا ہے۔''

یہ محنت ہرگز بے سود نہ تھی، کیوں کہ اِسے ایمان کے وسیلے کیا گیا تھا۔ اِس دُنیا پر کی جانے والی کوئی بھی محنت اُس وقت تک قابلِ قدر نہیں جب تک وہ ایمان سے نہ کی جائے۔ عبرانیوں ۱۱:۶ میں لکھا ہے، ''اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔'' ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے (رومیوں ۱۰:۱۷)، اِس لیے جب کوئی کام ایمان سے کیا جاتا ہے تو وہ ایمان اور فرماں برداری کا مظہر ہوتا اور ایسے کام کو ہمیشہ قابلِ قدر سمجھا جاتا ہے اور اُس کا اجر دیا جاتا ہے۔

بسا اوقات ہمیں خُدا کی فرماں برداری میں طویل مسافتیں بھی طے کرنی پڑتی ہیں تاکہ ہم وہ کام کریں جو دُوسروں کی نظر میں سراسر بے فائدہ ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ محض ایک بات سنانے کے لیے دُور افتادہ مقامات پر جانے کے لیے وقت اور وسائل کا ضیاع کرنے کا کیا حاصل ہے؟ بہ ظاہر نظر آنے والی چیزوں کے مطابق چلنا ہر ایک رُوحانی کام کے لیے تنتنی کا کردار ادا کرتا ہے۔ کیوں کہ جسم ہمیشہ رُوح کے خلاف برسرِ پیکار ہے (رومیوں ۷:۲۳)۔ لیکن وہ لوگ جن کو رُوحانی کام سرانجام دینے کے لیے الٰہی ہدایات ملی ہیں اُن سے خُدا کا کلام حجیؔ نبی کی وسیلے مخاطب ہو کر یوں فرماتا ہے، ''حوصلہ رکھو خُداوند فرماتا ہے اور کام کرو کیوں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں رب الافواج فرماتا ہے۔''

ایمان سے کیا گیا کوئی بھی کام بے سود نہیں ہے۔ خُدا کی طرف سے ایسی ہدایات دیئے جانے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اُن امور میں شریک ہوں اور اُن کا اجر پائیں جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے اور جن کی تکمیل آنے والی نسلوں میں ہوگی۔ اگرچہ زرُبّابُل اور حجیؔ کے زمانے کے لوگ ہم سے کئی صدیاں پہلے گزر چکے ہیں لیکن وہ آج ہمارے لیے نئی ہیکل کی تعمیر میں مددگار رہے۔

وہ لوگ جو پچھلی صدیوں میں حوصلہ مند رہے، جنھوں نے خُدا کی آواز کو سنا اور اُس کی فرماں برداری کی،

اور وہ جو اُن لوگوں کی مخالفت اور تمسخر پر غالب آنے کے لیے تیار تھے جو اِس نور سے محروم تھے وہ لوگ کبھی بھی اُس اجر سے محروم نہیں رہیں گے جو اُس نسل کو دیا جاتا ہے جو کام کو مکمل کرتی ہے۔

وہ لوگ جنھوں نے ایمان سے دُوسری ہیکل کی تعمیر کی، اصل میں وہ حقیقی ہیکل کا بیج بو رہے تھے۔ اُن کے بعد آنے والی ہر نسل کو موقع ملا کہ وہ اُس بیج کو سیراب کریں اور اُس کھیت کی آبیاری اور نگہداشت کریں۔ آج ہمیں بھی بلایا گیا ہے کہ ہم کٹائی کے موسم تک اُس کھیت کو سیراب کرتے رہیں۔

پولس ۱۔کرنتھیوں ۳:۶-۹ میں فرماتا ہے:

''میں نے درخت لگایا اور اُپلوس نے پانی دیا مگر بڑھایا خُدا نے۔ پس نہ لگانے والا کچھ چیز ہے نہ پانی دینے والا مگر خُدا جو بڑھانے والا ہے۔ لگانے والا اور پانی دینے والا دونوں ایک ہیں لیکن ہر ایک اپنا اجر اپنی محنت کے موافق پائے گا۔ کیوں کہ ہم خُدا کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ تم خُدا کی کھیتی اور خُدا کی عمارت ہو۔''

ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے انداز سے اُس خدمت میں شریک ہے، اور جب تک ہم اُس خدمت میں فرماں برداری سے قائم ہیں جس کے لیے خُدا نے ہمیں بلایا ہے ہم خُدا کے کھیت میں ''خُدا کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔'' ہر ایک شخص کو اُس کے ایمان اور فرماں برداری کے مطابق اجر دیا جائے گا۔

وعدہ

حجیؔ ۲:۵ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''مصر سے نکلتے وقت میں نے تم سے جو عہد کیا تھا اُس کے مطابق میری وہ رُوح تمھارے ساتھ (عبرانی: tavek 'درمیان') رہتی ہے ہمت ہانرو۔''

اُن دنوں عہد کا صندوق خُدا کی حضوری کا مسکن تھا، لیکن عہد کا صندوق اب اُن کے درمیان موجود نہیں تھا۔ پھر بھی خُدا کا رُوح اُن کے درمیان تھا۔ یہ آنے والے ایک دن کی پنہاں پیشین گوئی بھی ہے جہاں خُدا کا رُوح بڑی قدرت کے ساتھ ہمارے اندر بسیرا کرے گا۔ یہ خُدا کا وہ حتمی وعدہ ہے جو اُس نے اسرائیل اور ہمارے ساتھ کیا ہے۔

پرانے عہد میں خُدا کی حضوری اُن کے درمیان ظاہری طور پر ایک ہیکل میں تھی۔ تاہم نئے عہد میں یہ وعدہ ہے کہ وہ اُن کے اندر عمانوایل یعنی ''خُدا ہمارے ساتھ'' کے طور پر رہے گا۔

باب ۸

آسمان اور زمین کا ہلانا

حجیؔ ۲: ۶-۸ میں مرقوم ہے:

''کیوں کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں تھوڑی دیر میں پھر ایک بار آسمان و زمین اور بحر و بر کو ہلا دُوں گا۔ میں سب قوموں کو ہلا دُوں گا اور اُن کی مرغوب چیزیں آئیں گی اور میں اِس گھر کو جلال سے معمور کروں گا رب الافواج فرماتا ہے۔ چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے رب الافواج فرماتا ہے۔''

جیسا ہم نے پہلے بیان کیا حجیؔ نے فارسی سلطنت کے زمانے میں نبوت کی جسے خُدا نے بابل کو ہلانے اور ہیکل کے تعمیری کام کے لیے وسائل مہیا کرنے کے لیے برپا کیا۔ لیکن اِس کے کئی ایک اطلاقات ہیں۔ عبرانیوں ۱۲: ۲۶، ۲۷ میں اِس کی کچھ اِس طرح سے تشریح کی گئی ہے:

''اُس کی آواز نے اُس وقت تو زمین کو ہلا دیا مگر اب اُس نے یہ وعدہ کیا کہ ایک بار پھر میں فقط زمین ہی کو نہیں بلکہ آسمان کو بھی ہلا دُوں گا۔ اور یہ عبارت کہ ایک بار پھر اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ جو چیزیں ہلا دی جاتی ہیں مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائیں گی تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں۔''

عبرانیوں کے خط کا مصنف (میرے خیال میں پولس) ہمیں بتاتا ہے کہ حجیؔ کی نبوت بابل کے ہلائے جانے کی طرف اشارہ نہیں کرتی، بلکہ یہ پہلی عیدِ پنتکست کے متعلق بات کرتی ہے جب خُدا اپنے لوگوں کو شریعت دینے کے لیے کوہِ حورب پر اُترا۔ اُس وقت ''سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا'' (خروج ۱۹: ۱۸)، اور ''سب لوگ ڈیروں میں کانپ گئے'' (خروج ۱۹: ۱۶)۔

یہ وہ دن تھا جب خُدا نے باقاعدہ طور پر اُس قوم کو خُدا کی پہلی بادشاہی میں منظّم کیا۔ اپنی تمام تر شان وشوکت کے باوجود یہ واقعہ اُس عظیم حقیقت کا محض ایک سایہ اور نمونہ تھا جو ابھی آنے والا تھا۔ عبرانیوں بارھواں باب اِس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ حجیؔ ایک ایسی عظیم جنبش کی بات کرتا ہے جو مستقبل میں اُس وقت واقع ہونی

تھی جب نئی بادشاہی کو قائم کیا جانا تھا۔

وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اِس ہلانے کا مقصد اُن چیزوں کو گرا دینا اور ہٹا دینا تھا، ''جو چیزیں ہلا دی جاتی ہیں مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائیں گی تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں۔'' یہ عظیم واقعہ اب پنتکست نہیں بلکہ عیدِ خیام کی تکمیل ہے۔ اب اِس بادشاہی کی تشکیل کسی ایک چھوٹی سی قوم سے نہیں ہوگی بلکہ تمام قومیں اِس کا حصہ ہوں گی۔ آسمان اور زمین دونوں کو نیا کر دیا جائے گا اور پرانی چیزیں جاتی رہیں گی (مکاشفہ ۲۱:۴،۵)۔

طویل المعیاد نبوت کے تناظر میں یہ ہلایا جانا اُس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک آسمان اور زمین مکمل طور خُدا اور اُس کے قوانین سے ہم آہنگ نہیں ہو جاتے۔ تاہم اِس ہلائے جانے کا آغاز ایک عظیم بھونچال سے ہوگا جو بابل کو تہہ و بالا کر دے گا (مکاشفہ ۱۶:۱۸)۔ سب سے پہلے بابل کے سیاسی اور معاشی نظام کو ہلایا جائے گا، اِس کے بعد انفرادی طور پر لوگوں کو ہلایا جائے گا اور وہ توبہ کریں گے اور اپنی بُری روشوں سے باز آئیں گے۔

یہ نبوتی بھونچال اُس پتھر سے تعلق رکھتا ہے جو اُس مورت کے پاؤں پر ضرب لگا کر اُسے بھوسے کی مانند بنا دے گا تاکہ ہوا اُسے اُڑا لے جائے (دانی ایل ۲:۳۵)۔ اِس ابتدائی بھونچال کے بعد پوری زمین کو یسوع مسیح کے اختیار اور اُس کے قدموں میں لانے کے لیے ایک ہزار سالہ تدریجی جنبش کی ضرورت ہوگی۔

سبت کے ہزار سالہ دور کے اختتام پر خُدا شیطان کو آزاد کرے گا تاکہ وہ اُن باغی قوموں کو جو ابھی تک تاریکی میں ہیں خُدا کی بادشاہی پر حملہ کرنے کے لیے اُبھارے (مکاشفہ ۲۰:۷-۹)۔ یہ اِس لیے ہوگا تاکہ خُدا کے پاس اُن پر فتح پانے اور زمین کے اِس باقی ماندہ حصہ کو اپنی بادشاہی میں شامل کرنے اور اُن پر اپنی شریعت نافذ کرنے کا جواز ہو۔

جب ساری زمین اُس کے تابع کر لی جائے گی تب عمومی قیامت ہوگی جس میں گذشتہ تمام زمانوں کے مُردوں کو بلایا جائے گا اور عدالت کے آخری زمانے کا آغاز ہوگا۔ یہ عدالت بنی نوع انسان کے باقی ماندہ حصے کو ''آگ کی جھیل'' میں اُس وقت تک ہلائے گی جب تک وہ خُدا اور اُس کی شریعت سے متفق نہیں ہو جاتے۔

باب ۹

خالق کے حقوق

حجی ۲:۸ میں خُدا کہتا ہے کہ سونا اور چاندی اُس کا ہے۔ نبوتی نقطہ نظر سے یہ بابل (سونے کا سر) اور مادیوں اور فارسیوں (چاندی کے بازوٗ) کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسا کہ دانی ایل کا دُوسرا باب ہمیں بتاتا ہے۔ جس طرح خُدا زمین میں پیدا کی گئی تمام معدنیات کا مالک ہے اُسی طرح وہ اُن تمام قوموں کا بھی مالک ہے جنھیں اُس نے پیدا کیا ہے۔

اِس نبوت میں کئی طرح کی مفاہمت مضمر ہیں۔ اولاً، خُدا غالب آنے والوں کو ایک خاص انداز میں اپنا سمجھتا ہے۔ غالب آنے والوں کو سونے اور چاندی کی مانند پاک اور صاف کیا جا رہا ہے (ملاکی ۳:۳) تا کہ وہ اُس کا قیمتی خزانہ یعنی اُس کی ''خاص ملکیت ہوں گے'' (ملاکی ۳:۱۷)۔

ثانیاً، تخلیق کے حق کے سبب خُدا ہر اُس چیز کا مالک ہے جو اُس نے پیدا کی ہے۔ جب انسان کہتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں تو اُن کا یہ حق محدود ہوتا ہے، کیوں کہ درحقیقت وہ محض اُن چیزوں کے مختار ہوتے ہیں جن کا مالک خُدا ہوتا ہے۔ چناں چہ جب انسان اپنی چیزوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں جیسے وہ لامحدود اختیار کے مالک ہیں تو وہ اپنے آپ کو خُدا کے برابر کھڑا کرتے ہیں اور خُدا کی عطا کردہ چیزوں پر غاصب ہو کر اُن کا غلط استعمال کرتے ہیں۔

احبار ۲۵:۲۳ میں ہم پڑھتے ہیں:

> ''اور زمین ہمیشہ کے لیے بیچی نہ جائے کیوں کہ زمین میری ہے اور تم میرے مسافر اور مہمان ہو۔''

جب بنی اسرائیل نے ملکِ کنعان میں اپنی میراث کا غلط استعمال کیا تو خُدا نے اپنے ملکیت کے حقوق کو استعمال کرتے ہوئے اُنھیں وہاں سے نکال دیا اور جیسا اُس نے چاہا اُنھیں غیر قوموں کے حوالے کر دیا۔ پس یرمیاہ ۲۷:۵، ۶ میں خُدا نے نبی کی معرفت یہوداہ سے یوں کلام کیا:

> ''کہ میں نے زمین کو اور انسان و حیوان کو جو رُوی زمین پر ہیں اپنی بڑی قدرت اور

بلند بازو سے پیدا کیا اور اُن کو جسے میں نے مناسب جانا بخشا۔ اور اب میں نے یہ سب مملکتیں اپنے خدمت گذار شاہِ بابل نبوکدنضر کے قبضہ میں کر دی ہیں اور میدان کے جانور بھی اُسے دیئے کہ اُس کے کام آئیں۔''

جب اسرائیل اور یہوداہ کے لوگ خُدا اور اُس کی شریعت سے برگشتہ ہو گئے تو رفتہ رفتہ وہ جنگل کے قانون کی مانند زندگی بسر کرنے لگے، جہاں طاقت ور ہی زندہ رہتا ہے اور ''جس کی لاٹھی اُس کی بھینس'' کا اصول معاشرے کے حکمرانوں کا معیار بن جاتا ہے۔ چوں کہ اسرائیل اور یہوداہ نے اُسی اصول کے تحت جینا پسند کیا مگر خُدا کی عدالت '' آنکھ کے بدلے آنکھ'' کے اصول پر مبنی ہے۔ اِس لیے خُدا نے اُنھیں ایک حیوان سلطنت کے حوالے کر دیا۔

اِسی لیے دانی ایل کے ساتویں باب میں چار سلطنتوں کو حیوانوں (شیر، ریچھ، چیتا اور لوہے کے دانتوں کا حیوان) کی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ گویا خُدا زمین کو پھر سے جنگل کی حالت میں واپس لے کر جا رہا ہو۔ اسرائیل نے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی بد انتظامی کو حیوانی سلطنتوں کے انسان کے بنائے گئے قوانین سے بدل دیا گیا۔

تاہم دانی ایل کے دُوسرے باب میں اُنہی حیوانی سلطنتوں کو دھاتی (سونا، چاندی، تانبا اور لوہا) اصطلاحوں میں پیش کیا گیا ہے تا کہ ہم ایک اور پہلو سے اِس کے الٰہی مکاشفے کو حاصل کر سکیں۔ جس طرح خُدا تخلیق کے حق کے تحت تمام انسانوں اور حیوانوں کا مالک ہے اُسی طرح وہ زمین اور اُس کے تمام خزانوں کا بھی مالک ہے۔

اگر چہ اُس نے بلخصوص سونے اور چاندی کو اپنی ملکیت کہا ہے لیکن وہ زمین کی تمام معدنیات کا مالک ہے اور وہ اُنھیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا کا پورا اختیار رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ تمام دھاتی سلطنتوں پر اپنے حقِ ملکیت کا اظہار کرتا ہے۔

یریحو کی جنگ

دانی ایل کی نبوت میں مذکورہ چار دھاتوں کا ذکر یریحو کی جنگ میں بھی کیا گیا ہے، کیوں کہ خُدا نے اُنھیں جنگ کے مالِ غنیمت کے طور پر اپنے لیے مخصوص کیا تھا۔ یشوع ۶:۱۹ میں لکھا ہے:

”لیکن سب چاندی اور سونا اور وہ برتن جو پیتل اور لوہے کے ہوں خداوند کے لیے مقدس ہیں۔سو وہ خُداوند کے خزانہ میں داخل کیے جائیں۔“

پس یریحو کی تباہی پُر اسرار بابل کے زوال کی مثال اور اُس کا عکس ہے، جب تمام حیوانی قومیں تباہ ہو جائیں گی۔ وہ پتھر جو مورتی کے پاؤں پر گرتا ہے وہ اُس مورتی کو سونے کے سر، چاندی کے بازوؤں، پیتل کے پیٹ اور لوہے کی ٹانگوں سمیت مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا (دانی ایل۲:۳۵)۔ ہمارے زمانے میں یہ واقعہ نبوتی اعتبار سے یشوع کی یریحو پر فتح کے ذریعے پہلے سے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔اِس لیے جب خُدا یشوع ۶:۱۹ میں دھاتوں پر دعویٰ کرتا ہے تو دراصل وہ ہمیں بتا رہا تھا کہ اِن دھاتوں کی نمائندگی کرنے والی تمام اقوام اُس کی ملکیت ہیں۔دُوسرے لفظوں میں بابل، فارس، یونان اور روم ”خُداوند کے لیے مقدس ہیں۔“

یشوع کی فتح کا مقصد سب چیزوں کو یسوع (یشوع) کے قدموں تلے کرنا تھا۔تا کہ کوئی بھی کھو نہ جائے بلکہ تمام قوموں کو خُدا کے خزانے میں رکھ کر مختاروں کے سپرد کر دیا جائے۔

اِس لیے خُدا نے حجی نبی کی وساطت سے فرمایا، ”چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے۔“ خُدا کو اُس کے قدرتی وسائل کے غلط استعمال کی فکر تھی، لیکن اِس سے بھی بڑھ کر اُسے اُن ناراست قوموں کی فکر تھی جو حیوانوں کی مانند عمل کرتی ہیں اور جنھیں خُدا کی بادشاہی کے لیے اُس کے خزانے میں رکھا جانا ضروری تھا۔حیوانوں کو قابو میں لایا جاتا ہے اور دھاتوں کو خُدا کے خزانے میں رکھا جاتا ہے۔

مزید برآں بادشاہی کے مختار اپنی خدمت کو اُس وقت تک سرانجام نہیں دے سکتے جب تک وہ یہ نہ جان لیں کہ خُدا اِن قوموں کو بھی قیمتی سمجھتا اور چاہتا ہے کہ اُن کو بھی اُس کے خزانے میں رکھا جائے۔مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے مسیحیوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ خُدا اُن قوموں کو تباہ و برباد کر دے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جائیں گی۔ایسے مسیحی عکن کی مانند ہیں جس نے کچھ سونا اور چاندی لے کر زمین میں چھپا دیا۔

خُدا کے خزانے کو اپنے ذاتی فائدے کے لیے استعمال کر کے عکن نے فرمانِ الٰہی کی صریحاً نافرمانی کی اور شریعت کے مطابق اُسے مجرم ٹھہرایا گیا۔اُسے سنگسار کیا گیا اور اُس کی لاش کو آگ میں جلا دیا گیا (یشوع ۷:۲۵)۔بہت سے ایمان دار عکن کی مانند ہیں جو نہیں چاہتے کہ یہ حیوانی یا دھاتی صفت قومیں خُدا کے خزانے میں رکھی جائیں۔شاید یہی ایک وجہ ہے کہ پولس کہتا ہے کہ بہت سے لوگ بچ جائیں گے مگر جلتے جلتے (۱۔کرنتھیوں۳:۱۵)۔

الیشع کی پیشین گوئی

ہم ۲۔سلاطین ۶ باب میں پڑھتے ہیں کہ الیشع کو انبیا زادوں کے لیے جگہ کی ضرورت تھی ۔۲۔سلاطین ۶: ۵-۷ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہاں کیا ہوا۔

''لیکن ایک کی کلہاڑی کا لوہا جب وہ کڑی کاٹ رہا تھا پانی میں گر گیا۔سو وہ چلا اُٹھا اور کہنے لگا ہائے میرے مالک یہ تو مانگا ہوا تھا! مردِ خُدا نے کہا وہ کس جگہ گرا؟ اُس نے اُسے وہ جگہ دکھائی ۔تب اُس نے ایک چھڑی کاٹ کر اُس جگہ ڈال دی اور لوہا تیرنے لگا۔ پھر اُس نے کہا اپنے لیے اُٹھالے۔سو اُس نے ہاتھ بڑھ کر اُسے اُٹھا لیا۔''

یہ واقعہ خاص طور پر چوتھی سلطنت کی پیشین گوئی کرتا ہے جس کو ''لوہے کی ٹانگوں'' سے ظاہر کیا گیا ہے (دانی ۲: ۳۳)۔دانی ایل ۷: ۷ میں یہ چوتھا حیوان ہی تھا جس کے لوہے کے دانت تھے۔الیشع بنی کا واقعہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح لوہے کی کلہاڑی واپس ملی۔ جب نبی نے ایک لکڑی یعنی درخت کی شاخ کو کاٹ کر پانی میں ڈالا تو اُس سے لوہا پانی میں تیرنے لگا اور اُسے دوبارہ حاصل کر لیا گیا۔

اِسی طرح کا واقعہ ہمیں خروج ۱۵: ۲۵ میں بھی ملتا ہے جب بنی اسرائیل کو مارہ کے مقام پر کڑوا پانی ملا۔تو خُداوند نے موسیٰ کو ایک پیڑ (ets) دکھایا اور جب اُسے پانی میں ڈالا گیا تو پانی میٹھا ہو گیا۔

اِن دونوں واقعات (موسیٰ اور الیشع کے) میں درخت مسیح کی صلیب کی علامت ہے جس کے وسیلے دلوں کی تلخی اور کڑواہٹ کو شیریں کیا جاتا ہے اور اُسی کے ذریعے لوہے کی سلطنت کو خُدا کے خزانے میں واپس لایا جاتا ہے۔ یہ دونوں واقعات سب چیزوں کی بحالی کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔

اِسی طرح قوموں کی بحالی عمل میں آتی ہے اور یسوع مسیح سب قوموں پر بہ طور ''بادشاہوں کا بادشاہ اور خُداوندوُں کا خداوند'' حق رکھتا ہے (مکاشفہ ۱۹: ۱۶)۔یہ سب اُس شریعت میں پنہاں ہے جو محنت و مشقت کرنے والوں کو ملکیت کا حق عطا کرتی ہے، اس میں خُداوند بھی شامل ہے، جس نے چھ دن کام کر کے تمام چیزوں کو تخلیق کیا۔اِس قانون کے مطابق خُدا سونے اور چاندی پر اپنے حق کا دعویٰ کر سکتا ہے اور اِسی قانون کے تحت اُس نے بابل اور فارس کے ساتھ ساتھ یونان اور روم کی بھی ملکیت کا دعویٰ کیا۔

بائبلی معاشیات

سونا اور چاندی دونوں دولت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اِس لحاظ سے یہ معاشی نظاموں کی بھی نمائندگی کرتے ہیں، کیوں کہ احبار ۲۷:۱۶ میں مرقوم ہے ''جتنی زمین میں ایک خومر کے وزن کے برابر جو بوسکیں اُس کی قیمت چاندی کی پچاس مثقال ہو۔'' (مزید مطالعہ کے لیے میری کتاب ''بائبلی دولت'' کا مطالعہ کریں)

پس جب خُدا سونے اور چاندی پر اپنا حق جتاتا ہے تو وہ دُرست معاشی نظام کو قائم کرنے کے حق کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔ چاروں حیوانی سلطنتوں کے اپنے اپنے معاشی قوانین تھے۔

گزشتہ صدیوں میں انسان نے مختلف اقسام کے سکے اور کرنسیاں وضع کی ہیں جنھیں وہ دولت کہتے ہیں۔ تاہم بائبلی نقطہ نظر سے اُن میں سے زیادہ تر کرنسیاں فریب اور دھوکا دہی پر مبنی ہیں، کیوں کہ اُن کی بنیاد خُدا پر ایمان کی بجائے بابل پر ایمان پر منحصر ہے۔ یوں یہ کرنسیاں وقت کے ساتھ ساتھ اپنی قدر کم کر رہی ہیں اور ہر روز لوگوں سے خفیہ طور پر تھوڑا تھوڑا پیسہ سلب کیا جا رہا ہے۔

تاہم جب مشرق کے بادشاہ مغربی بابلی نظام کو مغلوب کریں گے تو خُدا اُن کے وسیلے ایک راست کرنسی کو بحال کرے گا جو حقیقی اثاثوں پر مشتمل ہو گی۔ اِس میں وقت لگ سکتا ہے، لیکن جیسے جیسے قومیں خُدا کی شریعت اور اُس کی راہوں کے بارے میں سیکھیں گی (یسعیاہ ۲:۳) تو وہ خُدا کے معاشی قوانین کے مطابق خود کو ڈھالنے کے لیے ضروری اصلاحات کریں گی۔

باب ۱۰

پچھلا جلال

حجیؔ ۲:۹ میں نبی اپنے اُس مکاشفہ کو مکمل کرتا ہے جو اُسے عیدِ خیام کے ساتویں دن دیا گیا تھا، وہ کہتا ہے:

''اِس پچھلے گھر کی رونق پہلے گھر کی رونق سے زیادہ ہوگی رب الافواج فرماتا ہے اور میں اِس مکان میں سلامتی بخشوں گا رب الافواج فرماتا ہے۔''

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ بات واضح ہے کہ دُوسری ہیکل کبھی بھی پہلی ہیکل (سلیمانی ہیکل) سے شان دار نہیں ہوگی۔ کیوں کہ حجیؔ نبی نے خود اِس بات کو تسلیم کیا'' کہ تم میں سے کس نے اِس ہیکل کی پہلی رونق کو دیکھا؟ اور اب کیسی دکھائی دیتی ہے؟ (حجی ۲:۳)۔ تاہم یہ ایمان پر مبنی کام تھا یعنی یہ ایک نبوتی کام تھا۔

اُن کی ہیکل کو آخر کار گرا دیا جانا تھا اور اُس کی جگہ ہیرودیس کی ہیکل کو تعمیر کیا جانا تھا، جو بہ ظاہر انسانی نقطۂ نظر سے زیادہ شان دار تھی۔ لیکن ہیرودیس کی ہیکل بھی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی اور اُسے ستر (۷۰) عیسوی میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ نہ ہی زرُبابل اور نہ ہی ہیرودیس کی ہیکل حجی کی نبوت کو پورا کر سکی۔

یہ ہم پر صرف دَورِ خمسین (Pentecostal Age) کے مکاشفہ کے ذریعے ہی واضح طور پر ظاہر ہوئی کہ حجیؔ ایک ایسی ہیکل کے بارے میں بات کر رہا تھا جو زندہ پتھروں سے تعمیر کی جانی تھی، ''اور رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے'' (افسیوں ۲:۲۰)۔

تاہم حجیؔ کے زمانے کے معماروں کے ایمانی عمل نے رسولوں کے اُس کام کی بنیاد ڈالی جو کئی صدیوں بعد شروع ہوا۔ مزید برآں گزشتہ زمانوں کے ادوار میں جن لوگوں نے ایمان پر مبنی خدمات سرانجام دی ہیں وہ سب اُس تعمیری کام میں شریک کار ہیں اور ہر ایک کو اُس کی محنت کے مطابق اجر دیا جائے گا۔ دُوسرے لفظوں میں حجیؔ کے زمانے کے مزدوروں کی محبت ہرگز رائیگاں نہ جائے گی، اگر چہ اُن کی ہیکل اتنی شان دار نہ تھی جتنی کہ سلیمانی ہیکل شان دار تھی۔

تاہم یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر آئندہ زمانے میں یروشلیم کے قدیم پہاڑوں پر کوئی زمینی ہیکل ازسرِ نو تعمیر کی جائے تو وہ ایمان کا عمل نہیں بلکہ بغاوت کا مظہر ہوگی، خواہ اُن کا مذہبی جوش و ولولہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ

ہو۔اُن کے ارادے راست نہیں ہوں گے بلکہ وہ نفسانی ذہنیت اور انسانی سوچ سے جنم لیں گے۔خُدا کا جلال کبھی بھی ہاجرہ کو نہیں دیا جائے گا، جو موجودہ یروشلیم ہے جیسا کہ پولس نے گلتیوں ۴:۲۵ میں ہمیں بتایا۔ بلکہ یہ جلال سارہ کو دیا جائے گا جو آسمانی شہر اور اُس کی اولادہ کو ظاہر کرتی ہے۔

ہاجرہ والے یروشلیم کے ذریعے نبوتوں کی تکمیل کی سعی دراصل یہ ظاہر کرنے کی کوشش ہے کہ اُس کی جسمانی اولاد ہی چنی اور برگزیدہ ہے۔ وہ ہیکل تعمیر تو کر سکتے ہیں لیکن خُدا کبھی بھی ایسی ہیکل کو اپنے جلال اور اپنی حضوری سے معمور نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اُس نے سیلا کی طرح یروشلیم کو بھی ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جیسے جلال سیلا سے رخصت ہو گیا (زبور ۷۸:۶۰) ویسے ہی اُس کا جلال یروشلیم سے الگ ہو گیا (یرمیاہ ۷:۱۲-۱۴)۔ یہ جلال نئی ہیکل میں منتقل ہو گیا جو زندہ پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی۔

جو لوگ جسم اور زمینی شہر پر تکیہ کرتے ہیں وہ ایسی چیزوں کو تعمیر کرنے کے خطرے میں ہیں جو اُس وقت ہلائی اور تباہ کر دی جائیں گی جب خُدا زمین اور آسمان کو ہلانے کے لیے اُٹھے گا۔

باب ۱۱

قدوسیت کی منتقلی

عیدِ خیام کے ساتویں دن عطا ہونے والے دُوسرے مکاشفہ کے بعد، حجیؔ کو ایک اور پیغام دیا گیا کہ وہ اُسے لوگوں تک پہنچائے، اِس پیغام کا آغاز حجیؔ ۲:۱۰ سے ہوتا ہے:

''اور دارا بادشاہ کی سلطنت کے دُوسرے سال کے نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ کو خُداوند کا کلام حجیؔ نبی کی معرفت پہنچا۔''

یہ پیشین گوئی حجیؔ کے دُوسرے بارِ نبوت کے دو مہینے بعد وارد ہوئی (حجیؔ ۲:۱)۔ یہ کلام اُسے ماہِ کسیلو کی چوبیس تاریخ کو دیا گیا جو دسمبر ۵۲۰ قبل مسیح کا زمانہ تھا۔ حجیؔ ۲:۱۱ میں لکھا ہے:

''کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ شریعت کی بابت کاہنوں سے دریافت کر۔''

کاہن شریعت کے امین اور محافظ تھے اور یہ اُن کی ذمے داری تھی کہ وہ اُس کی تعلیم دیں اور اُس کی توضیع وتشریح کریں اور انبیا کو مقرر کیا گیا کہ وہ اس کا شخصی اور قومی حالات پر نبوتی اطلاق کریں۔ لہٰذا اِس لیے نبی کے اطلاق سے پہلے کاہنوں سے خُدا کی شریعت پر ایک شرعی فیصلہ لیا گیا۔

پہلا شرعی استفسار

یہ سوال حجیؔ ۲:۱۲ میں پیش کیا گیا ہے:

''کہ اگر کوئی پاک گوشت کو اپنے لباس کے دامن میں لیے جاتا ہو اور اُس کا دامن روٹی یا دال یا مے یا تیل یا کسی طرح کے کھانے کی چیز کو چھو جائے تو کیا وہ چیز پاک ہو جائیں گی۔''

دُوسرے لفظوں میں اگر کوئی کاہن پاک گوشت کو (جو مقدس ہے) اپنے دامن میں لیے جاتا ہو اور وہ گوشت دُوسری اشیا سے چھو جائے تو کیا وہ چیزیں پاک ہو جائیں گی؟ کیا پاکیزگی اِس طرح سے منتقل ہو سکتی ہے؟ اِس کا جواب ہے، ''نہیں''۔

اِس شرعی فیصلے کی بنیاد احبار ۲۲:۴-۶ پر ہے، جہاں وہ کاہن جو رسمی طور پر ناپاک ہو (مثلاً اگر اُس نے

کسی لاش کو چھویا ہو) تو اُسے قربانیاں چڑھانے کی اجازت نہیں تھی ۔ یہ شرعی فیصلہ اِس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ ایک ناپاک کاہن کسی پاک شے کو چھونے سے ہرگز مقدس نہیں ہو سکتا۔ اگر چہ شریعت اِس بات کو واضح طور پر بیان نہیں کرتی اِس لیے نبی ایک شرعی فیصلے کے بارے میں پوچھتا ہے۔

اِس اصول کا اطلاق اُن لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو مزارات پر جاتے ہیں اور ایسی چیزوں کو چھوتے ہیں جنھیں وہ مقدس خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ اشیا اُنھیں پاک کر دیں گی۔ شریعت کے مطابق یہ طریقہ دُرست نہیں ہے۔ بلکہ اِس کے برعکس ناپاک گناہ گار اپنی ناپاکی اُس مقدس چیز یا مزار کو منتقل کر دیتا ہے، جیسا کہ ہم نے حجیؔ کے شرعی استفسار کے دُوسرے حصے میں بیان کیا ہے۔

دُوسرا شرعی استفسار

دُوسرا استفسار بھی حجیؔ ۲:۱۳ میں اُسی طرح بیان کیا گیا ہے:

''پھر حجیؔ نے پوچھا کہ اگر کوئی کسی مردہ کو چھونے سے ناپاک ہو گیا ہو اور اِن میں سے کسی چیز کو چھوئے تو کیا وہ چیز ناپاک ہو جائیں گی؟ کاہنوں نے جواب دیا ضرور ناپاک ہو جائیں گی۔''

پس ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی ناپاک کاہن اُن مقدس قربانیوں کو چھو لیتا تو وہ ناپاک ہو جاتی تھیں۔ اِسی وجہ سے شریعت ناپاک کاہنوں کو ہیکل میں خدمت کرنے سے منع کرتی۔ ناپاک کاہن مقدس چیزوں کو چھونے سے ہرگز پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا تھا بلکہ اُس کی ناپاکی اُن سب چیزوں میں منتقل ہو جاتی جنھیں وہ چھوتا تھا۔

البتہ اگر کسی کاہن کا کوئی قریبی عزیز فوت ہو جاتا تو شریعت اُسے اجازت دیتی کہ وہ لاش کو چھو کر اپنے آپ کو ناپاک کر لے اور وہ سات دن تک ناپاک رہتا تھا۔ احبار ۲۱:۱-۳ میں لکھا ہے:

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ ہارون کے بیٹوں سے جو کاہن ہیں کہہ کہ اپنے قبیلہ کے مردہ کے سبب سے کوئی اپنے آپ کو نجس نہ کرلے۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے سبب سے جیسے اپنی ماں کے سبب سے اور اپنے باپ کے سبب سے اور اپنے بیٹے بیٹی کے سبب سے اور اپنے بھائی کے سبب سے۔ اور اپنی سگی کنواری بہن کے سبب سے جس نے شوہر نہ کیا ہو۔ اِن کی خاطر وہ اپنے کو نجس کر سکتا ہے۔''

صرف ایک پاک اور بے داغ کاہن ہی خُدا کی مقدس چیزوں کی خدمت کر سکتا ہے اور ایسی قربانیاں گزران سکتا ہے جو خُدا کو پسندیدہ ہیں۔ اگر وہ مردہ جسم کو چھو کر ناپاک ہو جائے اور پھر بھی لوگوں کے درمیان خدمت کرے تو ساری عبادت ناپاک ہو جاتی ہے۔

اِس شرعی حکم کا حجیؔ نے فوری طور پر یہ اطلاق کیا کہ جن برسوں میں ہیکل کی تعمیر کا کام موقوف رہا (۵۳۳-۵۲۰ ق م) اُن دنوں میں سرزمین قحط اور فصلوں کی قلت کا شکار رہی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے کاہن ناپاک تھے اور اُس عرصے کے دوران عارضی مذبح پر جو قربانیاں پیش کی جاتی تھیں وہ خُدا کے حضور مقبول نہیں تھیں۔

حجیؔ ۲:۱۴ میں لکھا ہے:

''پھر حجیؔ نے کہا خُداوند فرماتا ہے میری نظر میں اِن لوگوں اور اِس قوم اور اِن کے اعمال کا یہی حال ہے اور جو کچھ اِس جگہ گذرانتے ہیں ناپاک ہے۔''

اِس بات نے ہیکل کی تکمیل کی اہمیت پر زور دیا۔ ایک مناسب اور مقبول قربانی کے بغیر (پاک کاہنوں کے وسیلے) اُن کے ہاتھوں کا ہر کام ناپاک تھا، خواہ اُن کی نیت کتنی ہی راست کیوں نہ ہو۔ اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یہی وہ چند لوگ تھے جو بابلی کی اسیری سے سلطنت اور یروشلیم کی از سرِ نو تعمیر کے لیے واپس آئے تھے۔ اگر اِن لوگوں کے اعمال ناپاک ہیں تو پھر اُن لوگوں کے لیے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو بابل میں ہی رہ گئے تھے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ الٰہی عدالت کے زمانوں میں اور خاص طور پر اسیری کے دنوں میں ہر ایک چیز ناپاکی کی حالت میں ہوتی ہے کیوں کہ سب خُدا کے جلال سے محروم ہوتے ہیں۔

یہاں تک کہ ہیکلِ ثانی کی تعمیر بھی اِس مسئلے کا مداوا نہ کر سکی۔ اولاً، ہیکل اب بھی دُوسری حیوانی سلطنت (فارس) کے ماتحت تھی۔ ثانیاً، بیلوں اور بچھڑوں کا خون کبھی بھی گناہ کو دُور نہیں کر سکتا (عبرانیوں ۱۰:۴)۔ ثالثاً، ہر شخص، حتیٰ کہ کاہن بھی ابھی تک فانی تھے۔ یوں ارفع اور عمیق مفہوم میں وہ سب مردہ جسم کو چھو رہے تھے۔ حقیقت میں کوئی بھی اُس وقت تک پاک نہیں ہو سکتا جب تک وہ فانی بدن کو چھونا بند نہیں کرتا۔

اِس موت (فنا پذیری) کے مسئلے سے متعلق بنیادی شریعت احبار چودہ (۱۴) باب میں کوڑھی کو پاک کرنے کے قانون میں ملتی ہے۔ کوڑھ ایک تدریجی موت ہے اور اِسی سبب سے یہ فنا پذیری کی علامت ہے۔

جب کوئی کوڑھی شفا پا جاتا تو اُسے پاک کرنے کے لیے دو کبوتر لیے جاتے تھے۔ پہلے کبوتر کو ذبح کیا جاتا تھا اور دُوسرے کبوتر کو پہلے کبوتر کے خون میں ڈبو کر کھلے میدان میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ دو کبوتر مسیح کے زمین پر دو ظہوروں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

وہ پہلی بار مرنے کے لیے آیا اور جب وہ دُوسری بار آئے گا تو وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے آئے گا (مکاشفہ ۱۹:۱۳)۔ اگرچہ ہم اُس کی صلیبی موت اور اُس کے خون پر ایمان لانے کے وسیلے راست باز ٹھہرتے ہیں لیکن ہم اُس کی دُوسری آمد تک غیر فانی نہیں بنتے جب مردوں کو زندہ کیا جائے گا اور زندہ غالب آنے والے بدل جائیں گے (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۱)۔

صرف اُسی وقت کاہنوں (ملکِ صدق کے کہانتی سلسلے کے کاہن) کو پاک کیا جائے گا اور اُنھیں حیاتِ جاوداں دی جائے گی تاکہ وہ راست بازی سے خُداوند کے حضور ہدیے گذرانیں (ملاکی ۳:۳)۔

حجیؔ اِس سنگین مسئلے پر صراحتاً بات نہیں کرتا بلکہ وہ فصلوں کی قلت کے فوری مسئلے اور اُس کے ہیکل کی تعمیر کے ساتھ تعلق پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

باب ۱۲

برکت کا دن

پاکیزگی کے دوشرعی اصولوں کو بیان کرنے کے بعد حجیؔ نبی اُن سچائیوں کا اطلاق اپنے زمانے کے لوگوں پر کرتا ہے۔ حجیؔ ۲: ۱۵-۱۷ میں یوں مرقوم ہے:

''پس اب اور آیندہ کو اُس وقت (آج) کا خیال رکھو جب کہ ابھی (عبرانی: 'mahal' اُوپر یا پیچھے) خُداوند کی ہیکل کا پتھر پر پتھر نہ رکھا گیا تھا۔ اُس تمام زمانہ میں جب کوئی بیس پیمانوں کی آس رکھتا تو دس ہی ملتے تھے اور جب کوئی مے کے حوض سے پچاس پیمانے نکالنے جاتا تو بیس ہی نکلتے تھے۔ اور میں نے تو تم کو تمھارے سب کاموں میں بادِسموم اور گیروئی اور اولوں سے مارا پر تم میری طرف رجوع نہ لائے خُداوند فرماتا ہے۔''

یہ سارہ واقعہ دارا بادشاہ کے دُوسرے سال کے نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ یعنی ۵۲۰ قبل مسیح کا ہے (حجی ۲: ۱۰)۔ نبی نے لوگوں سے کہا کہ وہ تیرہ برس قبل کے حالات پر نظر دوڑائیں۔ وہ اُن مشکلات پر غور کریں جو اُنھوں نے اُس وقت برداشت کیں جب ہیکل کی تعمیر کا کام رُک گیا تھا۔ اُس نے اُنھیں یہ بھی یاد دلایا کہ جب وہ اپنے آبائی ملک میں واپس آئے تو چند ہی ماہ کے بعد اُنھوں نے دُوسری ہیکل کی بنیاد ڈالی۔ اُنھوں نے محض ابھی کام کا آغاز ہی کیا تھا کہ مقامی مخالفت نے سر اُٹھایا اور ہیکل کی تعمیر کا کام تیرہ (۱۳) برس تعطل کا شکار رہا۔

اُن برسوں کے دوران جب کہ ہیکلِ ثانی ابھی نامکمل تھی تو خُدا نے اُن کی بیشتر محنت کو ''بادِسموم اور گیروئی اور اولوں'' سے بے ثمر کر دیا۔ بادِسموم قحط کا سبب بنی اور کثرت کی بارش نے گیروئی کو پیدا کیا اور اولوں نے باقی ماندہ کو تباہ کر دیا۔ چناں چہ جب لوگ اپنے کھیت کے غلہ کے ڈھیر کے پاس آئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ اُنھوں نے اپنی توقع سے صرف آدھی فصل ہی حاصل کی ہے۔

ایسا ہی اُن کے تاکستان کے پھل کے ساتھ بھی ہوا۔ جہاں وہ پچاس پیمانے مے حاصل کرنے کی اُمید

لگائے تھے وہاں اُنھوں نے بہ مشکل بیس پیمانے مے ہی حاصل کی۔اُن کی اُمیدیں بار بار مایوسی میں بدلتی رہیں۔خُدا اُس سرزمین میں اُن کو برکت نہیں دے رہا تھا، حالاں کہ وہ شکستہ قوم کو پھر سے بحال کرنے کے لیے اپنے آبائی ملک میں واپس آئے تھے۔حجی نے اِس صورت حال کو لوگوں کی نافرمانی کی دلیل قرار دیا اور اِس حالت کی وجہ ہیکل کی تعمیر کے کام کا نامکمل ہونا ٹھہرایا۔

پس اُن کی حالت ویسی ہی تھی جیسی اُن کے اسلاف کی اسور اور بابل کی اسیری میں جانے سے پہلے یہوداہ اور یروشلیم میں تھی۔اُس وقت عاموس اسرائیل کا نبی تھا جب یہوداہ میں عزیاہ اور اسرائیل میں یربعام دوم حکومت کر رہے تھے۔اُس نے عاموس ۹:۴ میں اپنے زمانے کے حالات کے بارے میں لکھا:

''پھر میں نے تم پر بادِ سموم اور گیروئی کی آفت بھیجی اور تمھارے بے شمار باغ اور تاکستان اور انجیر اور زیتون کے درخت ٹڈیوں نے کھا لیے تو بھی تم میری طرف رجوع نہ لائے خُداوند فرماتا ہے۔''

عاموس کے زمانے کے لوگوں نے خُدا کے کلام کو سننے اور توبہ کرنے سے انکار کیا، اِس لیے خُدا نے غیر ملکی فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اِن پر غالب آئیں اور اُن کی قوم کو تباہ کر کے اُنھیں اسیر کر کے لے جائیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہی صورتِ حال اُن یہودیوں میں پھر سے پیدا ہو رہی تھی جو حال ہی میں بابل کی اسیری سے واپس لوٹے تھے۔

یہوداہ کے یہ بقیہ لوگ بابل سے واپس تو آ گئے تھے لیکن وہ ابھی تک اِس صورتِ حال کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ایک بار پھر وہ اپنے باپ دادا کی طرح خُدا کی طرف رُجوع نہ لائے، کیوں کہ وہ اپنے بے حاصل کھیتوں اور ہیکل کے نامکمل ہونے کے مابین تعلق کو سمجھنے سے غفلت برت رہے تھے۔اِسی سبب سے حجی کو برپا کیا گیا تاکہ وہ اُن کی خطا اُن پر ظاہر کرے اور اُس کا مداوا بھی پیش کرے۔

برکت کا وقت

حجیؔ ۱۸:۲ میں یوں مندرج ہے:

''اب اور آیندہ اِس کا خیال رکھو۔آج خداوند کی ہیکل کی بنیاد کے ڈالے جانے یعنی نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ سے اِس کا خیال رکھو۔

نبی لوگوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ اُس دن کو یاد کریں جب ہیکل کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ جب وہ کہتا ہے، ''اب اور آیندہ'' تو وہ موجودہ دن سے شمار کرتا ہے، کیوں کہ دسمبر ۵۳۳ قبل مسیح میں ہیکل کی بنیاد رکھے ہوئے پورے تیرہ برس ہو چکے تھے۔

نبی خاص طور پر ۵۳۳-۵۲۰ قبل مسیح کے اُن تیرہ برسوں کا ذکر کرتا ہے۔ ۵۲۰ قبل مسیح میں عیدِ خیام کے آٹھویں دن ہیکل کو جلال نہ بخشا جا سکا کیوں کہ اِس منصوبے کی تکمیل میں ابھی مزید پانچ برس باقی تھے۔

لیکن دو مہینے بعد یعنی دسمبر ۵۲۰ قبل مسیح میں نبی پر نویں مہینے کی چوبیس تاریخ کو خُدا کا کلام نازل ہوا۔ یہ وہی دن تھا جب ہیکل کی بنیاد رکھے جانے کا تیرہواں سال تھا۔

نبی نے اُنھیں کہا کہ وہ گزشتہ تیرہ برسوں پر غور کریں اور اپنی خوش حالی کے بارے میں آنے والے زمانے میں فرق کو دیکھیں۔ اگر چہ اُنھوں نے ناموافق موسم کے باعث فصلوں کی قلت کا سامنا کیا، تاہم اب حجیؔ اُن سے برکت کا وعدہ کرتا ہے کیوں کہ ہیکل کی تعمیر کا کام ازسرِنو شروع ہو چکا تھا۔ چناں چہ ہم حجیؔ ۲:۱۹ میں پڑھتے ہیں:

''کیا اِس وقت بیج کھتے میں ہے؟ ابھی تو تاک اور انجیر اور انار اور زیتون میں پھل نہیں لگا۔ آج ہی سے میں تم کو برکت دُوں گا۔''

شاید اُس سال بھی اُن کی فصل بہت کم ہوئی۔ مایوسی نے اُنھیں ہر سو گھیر ہوا تھا اور اِس کا اثر ہر ایک چہرے سے نمایاں تھا۔ لیکن نبی نے خُدا کا کلام اُن تک پہنچا کہ ''آج ہی میں تم کو برکت دُوں گا۔''

زرُبّابُل کی بابت بارِ نبوت

حجیؔ پر نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ پر دو بار خُدا کا کلام نازل ہوا۔ میرا خیال ہے کہ پہلی نبوت (حجیؔ ۲:۱۰) ۵۲۰ قبل مسیح کو نازل ہوئی اور دُوسری نبوت پانچ سال بعد اُسی دن یعنی ۵۱۵ قبل مسیح کو نازل ہوئی۔

حجیؔ ۲:۲۰-۲۲ میں لکھا ہے:

''پھر اِسی مہینے کی چوبیسویں تاریخ کو خُداوند کا کلام حجیؔ نبی پر نازل ہوا۔ کہ یہوداہ کے ناظم زرُبابل سے کہہ دے کہ میں آسمان اور زمین کو ہلاؤں گا۔ اور سلطنتوں کے تخت اُلٹ دُوں گا اور قوموں کی سلطنتوں کی توانائی نیست کر دُوں گا اور رتھوں کو سواروں

سمیت اُلٹ دُوں گا اور گھوڑے اور اُس کے سوار گر جائیں گے اور ہر شخص اپنے بھائی کی تلوار سے قتل ہوگا۔‘‘

یہاں حجیؔ کی کتاب کی بنیادی ترتیب کا جائزہ لینا نہایت معاون ثابت ہوگا، کیوں کہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین کو ہلانے کے بارے میں دونوں حوالہ جات ایک دُوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔

(حجیؔ ۱:۱-۴) اُن کی غفلت کی وجہ سے خُدا کی ناراضی	(حجیؔ ۲:۱۰-۱۴) اُن کی غفلت کی وجہ سے خُدا کی ناراضی
(حجیؔ ۱:۵-۱۱) سزا اور اُس میں کمی	(حجیؔ ۲:۱۵-۱۷) سزا اور اُس میں کمی
(حجیؔ ۱:۱۲-۱۵) فرماں برداری اور حوصلہ افزائی	(حجیؔ ۲:۱۸، ۱۹) فرماں برداری اور حوصلہ افزائی
(حجیؔ ۲:۶-۹) میں ہلاؤں گا	(حجیؔ ۲:۲۰-۲۳) میں ہلاؤں گا

ہر بار جب نبی آسمان اور زمین کے ہلائے جانے کے بارے میں نبوت کرتا ہے تو وہ اُس سے پہلے فرماں برداری اور حوصلہ افزائی کا ذکر ہوتا ہے۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہلایا جانا فرماں برداروں کو ضرر پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ صرف نافرمانوں کو ہلانے کے لیے ہے۔

زرُبّابلُ اُس وقت یہوداہ اور یروشلیم کا گورنر تھا، اِس لیے یہ سیاسی اور فوجی پیشین گوئی ایک مثبت انداز میں اُس کے لیے کی گئی۔ وہ فرماں بردار تھا۔لیکن اِس کے منفی پہلو میں یہ نبوت ’’قوموں کی سلطنتوں‘‘ کے مستقبل میں گرائے جانے کے بارے میں تھی جو ہمیں اُس کی عصرِ حاضر میں تکمیل کے زمانے تک لے آتی ہے۔

۱۹۱۷ء میں یروشلیم کی تسخیر

سلطنت عثمانیہ کے ترکوں نے کئی صدیوں تک یروشلیم پر تسلط جمائے رکھا اور اُن کا خیال تھا کہ اُن کی یہ حکومت ہمیشہ قائم رہے گی۔ وہ کہا کرتے تھے: ’’جب دریائے نیل کا پانی فلسطین میں بہنے لگے گا تب خُداوند کا ایک نبی آئے گا اور ترکوں کو اِس ملک سے نکال دے گا۔‘‘ اِس سے اُن کی یہ مراد تھی کہ ایسا ہونا ناممکن ہے، لیکن آخرکار ناممکن ممکن ہوگیا۔

۱۹۱۷ء میں جب برطانوی جنرل ایلن بی (Allenby) شمالی افریقہ سے گزرتے ہوئے مصر کو فتح کر

چکا تو اُس کا اگلا ہدف یروشلیم تھا۔ تاہم اُس کی فوج کو پانی کی شدید قلت کا سامنا تھا۔ اُس نے اِس مسئلے کے حل کے لیے نہر سویز کے نیچے اور صحرا کے پار فلسطین تک ایک پائپ لائن بچھائی۔ ہر روز دریائے نیل سے ہزاروں گیلن تازہ پانی اُس کی فوجوں کے لیے پہنچنے لگا۔ جب یروشلیم میں ترک فوجیوں نے یہ دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اُن کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ وہ شہر کو چھوڑ کر چلے گئے اور ایلن بی نے بغیر کسی مزاحمت کے یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔

عرب دُنیا میں ایلن بی (Allah-en-Nebi) کو ''خُدا کی طرف سے بھیجا گیا'' کہا جاتا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں نویں مہینے کی چوبیس تاریخ کو اُس نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔ ۹ دسمبر ۱۹۱۷ء کو صبح آٹھ بجے کر تیس منٹ پر یروشلیم کے میئر نے شہر کی کنجیاں ایلن بی کے حوالے کر دیں۔

یہ تاریخ اِس لیے بھی خاص اہمیت کی حامل تھی کیوں کہ یہ ۶۰۴ قبل مسیح سے ٹھیک ۲۵۲۰ (یا سات زمانے) سال بنتے ہیں جب بادشاہ نبوکدنضر نے یروشلیم کو فتح کر لیا اور یوں غیر اقوام کے زمانے کی ابتدا ہوئی۔ مزید برآں ۱۹۱۷ء اسلامی قمری کیلنڈر کے مطابق ۱۳۳۵ ہجری سال ہے۔ دانی ایل ۱۲:۱۲ میں اِس عدد کی بابت نبوت کی گئی ہے۔

''مبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک انتظار کرتا ہے۔''

دانی ایل اِس کی مزید وضاحت نہیں کرتا لیکن یہ اُن پہلے اعداد یعنی ۱۲۶۰ اور ۱۲۹۰ کے سیاق و سباق کے ساتھ گہرے طور پر مربوط ہے۔

۱۹۱۷ سال ۶۰۴ قبل مسیح میں نبوکدنضر کے یروشلیم کو فتح کرنے سے من وعن ۱۲۶۰ x ۲ (۲۵۲۰) سال بنتے ہیں۔ اور حیران کن بات یہ ہے کہ یہی تاریخ اسلامی کیلنڈر کے مطابق ۱۳۳۵ سال سے بھی مطابقت رکھتی ہے۔

۱۹۱۷ء کا سال نبوتی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اُس عہد کے بائبل کے علما نے اِس بات کا ادراک کر لیا تھا کہ یہ ایک فیصلہ کن تاریخ ہوگی اور وہ شہر یروشلیم کی جانب اُن آثار و علامات کے ظہور کے منتظر تھے جو ''غیر قوموں کے زمانوں'' کے خاتمے کو ظاہر کرتی ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہ شہر من وعن اُسی تاریخ کو فتح کیا گیا جس کا ذکر حجیؔ کی کتاب میں کیا گیا ہے جہاں خُدا فرماتا ہے، ''آج ہی سے میں تم کو برکت دُوں گا۔'' لیکن اِس امر کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ اِس

تاریخ پر یروشلیم یہودیوں کے قبضہ میں نہیں بلکہ برطانیہ کے قبضہ میں آیا تھا۔ تاہم یروشلیم کی فتح نہ ہی برطانیہ اور نہ ہی یہودیوں کے لیے برکت کا سبب بنی۔

برطانیہ نے اِس شہر پر تیس سال قبضہ رکھا لیکن یہودی عسکریت پسندوں جیسا کہ مناخم بیگن (Menachem Begin)، اسحاق شامیر (Yitzak Shamir)، اور ولادیمیر زیو جابو ٹنسکی (Vladimir Ze'ev Jabotinsky) نے بالآخر برطانیہ کو اپنا اقتدار چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ پھر اقوامِ متحدہ نے ۱۹۴۷ء میں نومبر ۲۱ سے ۲۹ تک فلسطین کی قرارداد پر تفصیلی بحث کی اور زمین کی تقسیم اور یہودیوں کے لیے ایک وطن کے قیام کے حق میں فیصلہ کیا۔

جب ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء میں برطانوی پرچم کو سرنگوں کیا گیا تو یہودی قیادت نے ایک خودمختار ریاست (نہ کہ محض ایک علاقہ جیسا کہ مینڈیٹ کی شرائط میں بیان کیا گیا تھا) کے قیام کا اعلان کردیا۔ اِس اعلان کے نتیجے میں جنگ چھڑ گئی لیکن یہودی ریاست فاتح رہی۔ چناں چہ یہودی نقطہ نظر کے مطابق اُنھوں نے ایک الٰہی برکت کو حاصل کیا جس کو ایلن بی کے یروشلیم کے قبضہ کے ساتھ جوڑا جا سکتا تھا۔

لیکن چوں کہ یہودیوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے تشدد، طاقت یہاں تک کہ دہشت گردی کا سہارا لیا اِس لیے یہ منصوبہ ابتدا سے ہی نفسانی اور جسمانی محرکات سے آلودہ ہوگیا۔ اُس وقت کوئی یہ نہ سمجھ سکا کہ حقیقت میں ۱۹۱۷ء ''غیر اقوام کے زمانوں'' کے پورے ۲۵۲۰ سالوں کا مکمل خاتمہ نہیں تھا۔

اُنھوں نے اُس گم شدہ صدی کو پیش نظر نہ رکھا جو ۱۶۴-۶۴ قبل مسیح کے درمیانی عرصے پر محیط تھی، جب یونانی حیوان یروشلیم پر اپنی حکومت قائم کرنے سے محروم رہا۔ چناں چہ ضروری تھا کہ اُس ایک صدی (یعنی ۱۹۱۷ سے ۲۰۱۷ء کو آخر میں بڑھایا گیا) کو مدت کے اختتام پر اُس میں شامل کیا جائے تاکہ حیوانی اقوام کے ساتھ خُدا کا قانونی عہد پورا ہو سکے، جیسا کہ شریعت احبار ۲۶:۱۸ میں بیان کرتی ہے۔

اگرچہ ۱۹۱۷ء میں تاریخی حساب کے مطابق ''سات دَوروں'' کی مدت پوری ہو چکی تھی جب پہلی حیوانی سلطنت (بابل) نے یروشلیم پر اپنا تسلط قائم کیا، لیکن اُن حیوانی سلطنتوں نے ایک صدی کھو دی جب یروشلیم حشمونی کاہنوں کے تحت آزاد تھا۔ اِس لیے امکان غالب ہے کہ اِسی نبوت کی ایک عظیم تر تکمیل ہونا ابھی باقی جو ۲۰۱۷ء میں پوری ہوئی اور شاید حجی کی نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۷ء میں بنتی ہو۔

یہ ایلن بی کے یروشلیم کو بغیر کسی مزاحمت کے فتح کر لینے سے عین سو برس پہلا ہے۔ یہ اقوامِ متحدہ کے

۱۹۴۷ء میں فلسطین کی قرارداد کے پاس ہونے کے ستر (۷۰) برس بھی ہوں گے اور ۱۹۶۷ء میں چھ دن کی جنگ کے پچاس (۵۰) برس بھی ہوں گے جب یہودیوں نے خود یروشلیم پر قبضہ کر لیا تھا۔ چناں چہ اِسے ستر سالہ اسیری کے بعد یوبلی کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

اگرچہ ۲۰۱۷ء میں یقیناً یروشلیم کے متعلق ایک اور اہم واقعہ ہوگا لیکن امکان نہیں کہ اِس کا نتیجہ یہودیوں کی نظر میں خوش آئند ہو۔

ہلائے جانے کی صدی

جب جنرل ایلن بی نے ۱۹۱۷ء میں یروشلیم پر قبضہ کر لیا تو حجیؔ کی برکت کی نبوت جزوی طور پر پوری ہو گئی کیوں کہ یہ واقعہ پہلی عالمی جنگ کے اختتام پر ہوا جب اتحادیوں نے عثمانی سلطنت سمیت مخالف قوتوں کو شکست دی۔ یقیناً پہلی عالمی جنگ نے دُنیا کو ہلا دیا اور یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کی بہت سی مملکتیں پاش پاش ہو گئیں۔

تاہم بعد میں وہ سب دوبارہ تعمیر کیے گئے۔ پھر دُوسری عالمی جنگ نے دوبارہ دُنیا کو ہلا دیا، لیکن ایک بار پھر قومیں پھر بحال ہو گئیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ جنگیں آسمان اور زمین کے حتمی ہلائے جانے سے پہلے محض آغاز تھیں۔ اِس آخری ہلائے جانے کو غالباً ۲۰۱۷ء کے اختتام تک زیادہ وضاحت سے پہچانا جا سکے گا، لیکن درحقیقت اِس کا آغاز ۲۰۰۱ء میں ہوا۔ کیوں کہ ۲۰۰۱ء اُس وقت سے پورے ۲۵۲۰ برس بعد تھا جب ۵۲۰ قبل مسیح میں حجیؔ نے پہلی بار ''ہلائے جانے'' کے متعلق نبوت کی تھی۔

خُدا کا حیوانی سلطنتوں کے ساتھ ''سات زمانوں'' کا عہد ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۷ء کے درمیانی عرصے میں اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ لیکن یہ کیسے ختم ہوگا؟ یقیناً حیوانی سلطنتیں جو مادی اور نفسانی ہیں وہ خُدا کی شریعت کی پرواہ نہیں کرتیں اور اپنی مرضی سے اپنی طاقت کو ترک نہیں کریں گی۔ اِسی لیے خُدا آسمان اور زمین کو ہلانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ یہ اختیار خُدائے تعالیٰ کے مقدسوں کو منتقل کرے (دانی ایل ۷: ۲۱، ۲۲، ۲۷)۔

ہم پہلے ہی حجیؔ کی پیشتر بیان کی گئی نبوت (۲: ۶) میں دیکھ چکے ہیں کہ خُدا آسمانوں اور زمین کو ہلائے گا ''اور اُن کی مرغوب چیزیں آئیں گی'' تاکہ خُدا ''اس گھر کو جلال سے معمور'' کر سکے۔

یہی اِس بات کو سمجھنے کی کلید ہے کہ کیوں حجیؔ کے زمانے میں عیدِ خیام کے آٹھویں دن ہیکلِ ثانی خُدا کے

جلال سے معمور نہ ہوئی۔ خُدا کے جلال نے اِس ہیکل کو معمور نہ کیا کیوں کہ خُدا کی حضوری پہلے ہی سیلا کی طرح اِس مقام سے جا چکی تھی (یرمیاہ ۷: ۱۲-۱۴)۔ خُدا کے جلال نے اُس وقت آنا تھا جب خُدا آسمان اور زمین کو ہلائے گا اور یہ وہ وقت ہوگا جب حیوانی سلطنتیں گرا دی جائیں گی اور وہ سب جو اُس عہد کے اختتام پر یروشلیم پر حکومت کر رہے ہوں گے اپنے تسلط سے محروم ہو جائیں گے۔

یہ امر نہایت قابلِ التفات ہے کہ یہودیوں نے ۱۹۶۷ء میں جنگ کے نتیجے میں اِس شہر پر قبضہ کر لیا اور یوں جب ۲۰۱۷ء میں اِس عہد کی مدت پوری ہوئی تو وہ الٰہی عدالت کا سب سے بڑا ہدف بن گئے۔ اُنھیں چاہیے تھا کہ وہ یسوع کی اُس تنبیہ پر غور کرتے جو اُس نے متی ۲۱: ۴۴ میں بیان کی تھی، جہاں یسوع نے رمزاً خبردار کیا تھا کہ جب وہ پتھر اُس مورت پر گرے گا تو وہ اُسے چکنا چور کر دے گا تو وہ اُس کے پاؤں نہ بنیں۔

''اور جو اِس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا (متی ۲۱: ۴۴)۔''

یسوع یہاں دانی ایل ۲: ۳۴، ۳۵ میں مذکورہ نبوت کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

''تو اُسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا اور اُس مورت کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا اور اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تب لوہا اور مٹی اور تابنا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور تابستانی کھلیہان کے بھوسے کی مانند ہوئے اور ہوا اُن کو اُڑا لے گئی یہاں تک کہ اُن کا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جس نے اُس مورت کو توڑا ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا۔''

یہودیوں نے اُس زمانے میں بھی یسوع کی بات کو قبول نہ کیا اور نہ ہی آج وہ اُس کی اُس بات پر یقین کرتے ہیں، یہاں تک کہ بہت کم مسیحی ایسے ہیں جو اُس تنبیہ کی گہرائی کو سمجھتے ہیں۔ اِسی لیے اسرائیلیوں نے یروشلیم پر تسلط حاصل کرنے کے لیے جنگ کی، وہ اِس بات سے بے خبر تھے کہ وہ حیوانی نظام کو ہٹا کر خود کو بابل کی اُس مورت کے نبوتی پاؤں بنا رہے ہیں۔

دُوسرے لفظوں نے اُنھوں نے اپنے آپ کو اُس عظیم پتھر کے سامنے کھڑا کر لیا جو اُس مورت کے پاؤں اور اُس سے وابستہ سب لوگوں کو کچلنے والا تھا۔ یہ پتھر (مسیح) یہودیوں کے لیے ٹھوکر کا سبب ٹھہرا

(۱۔کرنتھیوں ۱:۲۳)،جس کے سبب وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔لیکن جب وہ پتھر اُن پر گرے گا تو وہ اُنھیں ''پیس ڈالے'' گا،اور وہ ''تابستانی کھلیہان کے بھوسے کی مانند'' ہو جائیں گے۔

اٹھارہ کے عدد کی اہمیت

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ لوگوں نے ہیکلِ ثانی کی تعمیر تیرہ سال تک موقوف رکھی۔ بالآخر حجیؔ کی تحریک کے سبب اُنھوں نے دوبارہ تعمیر کا کام شروع کیا تو اُسے مکمل ہونے میں مزید پانچ برس لگ گئے۔ یوں دُوسری ہیکل کو تعمیر ہونے میں کل اٹھارہ برس لگے (۵۳۳-۵۱۵ قبل مسیح)۔

بائبل مقدس میں اٹھارہ کا عدد جبر یا اسیری کی علامت ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اٹھارویں برس میں انسانوں کے دلوں کی آزمایش کی جاتی ہے۔ یوسف اور داؤد دونوں اِسی عمر میں آزمائے گئے۔ داؤد اپنی سلطنت کے اٹھارویں برس دوبارہ آزمایش میں مبتلا ہوا جب اُس کے بیٹے ابی سلوم نے بغاوت کر کے اُسے کچھ دیر کے لیے معزول کر دیا۔

لیکن جب ہم اِس عدد کو وقت کے دَور کے طور پر دیکھتے ہیں تو یہ غلامی کی حد کو ظاہر کرتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں اسیری یا غلامی اٹھارہ برس تک رہ سکتی ہے اور پھر اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چناں چہ ہمیں حجیؔ کی نبوت کو اُسی تناظر میں سمجھنا چاہیے جس میں ہیکل کی بنیاد کی اٹھارویں سالگرہ پر برکت کا ذکر کیا گیا۔

مہر کی نگین

نبی حجیؔ ۲:۲۳ میں اپنی نبوت کا اختتام کرتے ہوئے یوں کہتا ہے:

> ''رب الافواج فرماتا ہے اے میرے خادم زرُبابل بن سیالتی ایل اُسی روز میں تجھے لوں گا خُداوند فرماتا ہے اور نگین ٹھہراؤں گا کیوں کہ میں نے تجھے برگزیدہ کیا ہے رب الافواج فرماتا ہے۔''

مہر کی نگین خطوط پر مہر لگانے کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ اِس پر خاندان یا قبیلے کی علامت کندہ ہوتی تھی اور یہ دستخط کے طور پر بھی کام کرتی تھی۔ اِسی طرح خُدا کی مہر حجیؔ کی نبوت کی آخری آیت میں ظاہر ہوتی ہے، گویا یہ اِس کتاب کی توثیق کے لیے خُدا کے دستخط ہوں۔

نبی ہمیں بتاتا ہے کہ جب خُدا آسمان اور زمین کو ہلا دے گا، اُس دن وہ زرُبّابُل کو مہر کی انگوٹھی بنائے گا۔ یقیناً اگر یہ نبوت مستقبل سے متعلق ہے اور چوں کہ زرُبّابُل بہت پہلے وفات پا چکا ہے اِس لیے لازماً اس کا اطلاق کسی اور شخص یا کسی اور گروہ پر ہونا چاہیے۔

اِس نبوت کا پہلا اطلاق مسیح پر ہوتا ہے جو نہ صرف داؤد بلکہ زرُبّابُل کی نسل سے بھی تھا۔ آپ متی اور لوقا کے نسب ناموں کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ وعدہ زرُبّابُل کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اُس منصب کے ساتھ تھا جس پر وہ فائز تھا۔ کیوں کہ وہ یہوداہ کو دیئے گئے اختیار کو سنبھالے ہوئے تھا۔

اِس کا دُوسرا اطلاق مسیح کے غالب آنے والے بدن پر ہے، کیوں کہ اُنھیں بھی اختیار دیا جائے گا کہ ''وہ زمین پر بادشاہی'' کریں (مکاشفہ ۵: ۱۰) اور وہ ''ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی'' (مکاشفہ ۲۰: ۵) کریں گے۔ دانی ایل ۷: ۲۷ میں لکھا ہے ''سلطنت کی حشمت حق تعالیٰ کے مقدس لوگوں کو بخشی جائے گی۔''

زرُبّابُل کے نام کا مطلب ''بابل میں پیدا ہوا'' غالباً اُسے یہ نام اِس لیے دیا گیا کیوں کہ وہ سیالتی ایل کا پہلوٹھا بیٹا تھا جو بابل کی اسیری کے دوران پیدا ہوا۔ لیکن ہم مکاشفہ کی کتاب کی وساطت سے جانتے ہیں کہ ایک اور بابل بھی برپا ہونا تھا جسے یوحنا نے پوشیدہ بابل کہا۔ اِس سلطنت کا خاتمہ اُس وقت ہوگا جب آسمان اور زمین کو ہلایا جائے گا۔ آج ایک ایسی نسل بھی اُبھر رہی ہے جسے زرُبابل کی نسل کہا جا سکتا ہے۔ میں اُن لوگوں کو غالب آنے والوں کے ساتھ منسوب کرتا ہوں۔

سیالتی ایل زرُبّابُل کا باپ تھا۔ سیالتی ایل کے نام کے معنی ''خُدا سے مانگا گیا'' کے ہیں، اور اِس کا مطلب ساؤل کے نام جیسا ہی ہے جس کا مطلب ''مانگا ہوا'' کے ہیں۔ پس نبوتی اعتبار سے زرُبّابُل نہ صرف بابل کا فرزند ہے بلکہ اُسے ساؤل کا بیٹا بھی کہا جا سکتا ہے۔ بیٹا ہمیشہ نسل سے ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ جانشین بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ آج کی زرُبابل کی جماعت دراصل داؤد کا کردار ادا کر رہی ہے جس نے ساؤل کے بعد سلطنت کو سنبھالا۔ دُوسرے لفظوں میں جب خُدا آسمان اور زمین کو ہلائے گا تو غالب آنے والے اُس کی مہر کی نگین ہوں۔

یہاں حجیؔ کے متعلق ہمارا مطالعہ اختتام پذیر ہوتا ہے جو عظیم ہیکل کا نبی تھا۔ اگرچہ اُس نے ۲۶۰۰ سال سے بھی پہلے نبوت کی، لیکن اُس کی نبوتیں ہمارے زمانے کی طرف اشارہ کرتی ہیں جب افسیوں ۲: ۲۰-۲۲ کے مطابق نیا اور آخری مقدس مکمل ہوگا اور رُوح القدس کے انڈیلے جانے کے وسیلے خُدا کی حضوری کے جلال سے معمور ہو کر جلال پائے گا۔

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء میں امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینسیوٹا میں تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینسیوٹا آ گئے۔

آپ نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ کی ملاقات اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ہوئی۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونیورسٹی آف مینسیوٹا میں گئے، وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔ بعدازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علم الٰہیات میں مینسیوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

آپ کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ آپ کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پرپوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک بہ طور اسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے کلام کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اُس وقت کے دوران آپ نے روحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اِس مطالعہ میں محو رہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن آپ کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ کے بعد لکھی گئیں۔ آپ نے ۲۰۰۸ء میں بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر اپنی تفسیر مکمل کر لی۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلامِ مقدس کے اُس مکاشفے کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا

نے آپ پر ظاہر کیا۔آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی،ٹرینیڈیڈ۔فلپائن، نیوزی لینڈ،آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کے بارے میں

آپ ۱۹۸۴ء میں گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ نے پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔ اے، بی۔ اے، ایم۔ اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ ایڈ اور ایم۔ ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ ۲۰۲۲ء میں آپ نے یونیورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم۔ فل (اُردو) کی ڈگری مکمل کی۔ اکتوبر ۲۰۲۵ء سے آپ نے اِسی یونیورسٹی سے اپنی پی۔ ایچ۔ ڈی (اُردو) کی ڈگری کا بھی آغاز کر دیا۔

۲۰۰۶ء میں آپ نے اپنے مسیحی تعلیم کے سفر کا آغاز کیا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، پریسبٹیری سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ (گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ ٹی۔ ایچ، ایم۔ ڈیو اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔

مئی ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ نے ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانولہ میں بہ طور سینئر ایڈوائزر اور تحقیق کی تدریس کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ پچاس سے زائد انگریزی کتب کا اُردو ترجمہ کر چکے ہیں۔

جون ۲۰۰۵ء میں آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی، اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ خُدا نے آپ کو دو بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے اپنی ملازمت کو خیر باد کہہ کہ کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، سنڈے سکول، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے بانی اور پرنسپل ہیں۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

عہدِ عتیق پر بہت کم لوگوں نے لکھا یا پھر اُردو تراجم کم سامنے آئے۔ دو چند مقامی علما نے عہدِ عتیق کی تشریح میں اہم کردار نبھایا جن میں ڈاکٹر کے ایل۔ ناصر اور ڈاکٹر اسلم ضیائی کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر ضیائی کی تحریر ''پہاڑوں سے لکڑی'' حجَّی کی کتاب کی آیت بہ آیت تفسیر ہمارے پاس موجود ہے جو قابلِ ستایش ہے۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ مصنف ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز نے حجَّی کی تشریح کرتے ہوئے بڑے جامع موضوعات کو زیرِ بحث لا کر بالترتیب الٰہی پہلوؤں کو کھولا ہے۔ ڈاکٹر جانز نے ہیکل کی تاریخ و تعمیر، پیشین گوئیوں سے لے کر برکت و خوش حالی کے فقدان کا بیان کیا، مزید برآں مصنف نے مخالفت اور تعمیری مراحل میں خُدا کی قدوسیت کا بیان بڑی مہارت اور جرات سے کیا۔ مصنف نے حجَّی کی کتاب کو عہدِ عتیق کی غیر معمولی کتاب کے طور پر پیش کیا جس کا مطالعہ اگر پہلے سے موجود کتب کے ساتھ کیا جائے تو اُس کی گہرائی کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ڈاکٹر فرحانہ انتھنی نذیر

ڈائریکٹر، وومن ڈیسک پریسبیٹرین چرچ آف پاکستان

یہ گراں قدر کاوش دراصل ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کی موقر تصنیف کا بامحاورہ، محققانہ اور شائستہ اُردو ترجمہ ہے، جس میں نہ صرف مفہوم کی صحت کو پوری دیانت داری سے برقرار رکھا گیا ہے بلکہ اُسلوب کی لطافت اور ادبی وقار کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ مترجم نے اصل متن کی رُوح کو برقرار رکھتے ہوئے اُسے اُردو کے علمی و ادبی سانچے میں اِس مہارت سے ڈھالا ہے کہ ترجمے پر تصنیف کا گمان گزرتا ہے۔

مزید برآں، حجَّی کی کتاب کی روشنی میں یہ تفسیر اُن مسیحیوں، اداروں اور کلیسیاؤں کے لیے ایک بیدار کن تنبیہ کی حیثیت رکھتی ہے جو الٰہی برکات سے محرومی کا شکار ہیں۔ یہ محض تاریخی یا تفسیری مطالعہ نہیں بلکہ ایک زندہ پیغام ہے جو رُوحانی غفلت، ترجیحات کی بے ترتیبی اور خُدا سے دُوری کے نتائج پر سنجیدہ غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

شاہد صدیق گل

گولڈ میڈلسٹ، پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر

حجَّی کی کتاب عہدِ عتیق کی ایک نہایت مختصر مگر تاریخی اعتبار سے اِنتہائی اہم کتاب ہے، جو ۵۲۰ قبلِ مسیح میں عین اُس وقت قلم بند کی گئی جب اہلِ یہود کا پہلا گروہ بابل کی اسیری سے واپس آیا اور چند سالوں کی تعطل کے بعد ہیکل ثانی کے کام کا آغاز ہوا۔ مصنف نے غیر ضروری طوالت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تاریخ کے دُرست اَدوار کا تعین کیا اور ہر زمانے کی کلیسیا کے ساتھ اُس کو مربوط کیا ہے۔ ترجمہ نگاری کی یہ مہارت قابلِ تحسین ہے کہ اُس نے انگریزی متن کے بامعنی اور گہرے مفاہیم کو اُردو کے شستہ، رواں اور باوقار اسلوب میں اِس طرح سمو دیا ہے، جو نہ صرف قابلِ فہم بلکہ گہرے طور پر اَثر انداز ہونے والا ہے۔

روبن جون

ایڈیٹر، اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیالوجی

وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مریم صدیقہ ٹاؤن، چن دا قلعہ، گوجرانوالہ 0300-7499529, 0346-2448983